

غائبانہ نماز جنازہ

افادات و افاضات

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ



مترجمہ

علامہ عبیدیم خاں مجددی مظہری شاہ پور بریلوی

ناشر

مرکزی مجلسِ امامِ اعظم (رجسٹرڈ) لاہور چھاپنی پوسٹ کوڈ ۵۲۸۱۰

مکتبہ

مکتبہ

غائبانہ نماز جنازہ

افادات و افاضات

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ



مترجمہ

علامہ عبیدیم خاں مجددی مظہر شاہ پور میاں لاہور



مرکزی مجلسِ امامِ اعظم (رہبر) لاہور چھاپنی پوسٹ کوڈ
۵۲۸۱۰

سلسلہ اشاعت نمبر ۶۰

بانی و سرپرست

علامہ عبدالحکیم خان اختر شاہجہان پوری مظہری

نام کتاب	_____	غائبانہ نماز جنازہ
مصنف	_____	علامہ عبدالحکیم خان اختر مظہری
ناشر	_____	مرکزی مجلس امام اعظم لاہور پاکستان
ضخامت	_____	۳۸ صفحات
تعداد	_____	ایک ہزار
سن اشاعت	_____	۱۴۲۳ھ / ۱۹۹۳ء
مطبع	_____	
قیمت	_____	دعائے خیر بحق اراکین و معاونین

نوٹ:- بیرون جات کے شائقین علم - / ۱۰ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر مفت طلب کریں

_____ ملنے کا پتہ _____

مرکزی مجلس امام اعظم (رجسٹرڈ)

پرویز الیکٹرک سٹور، کوڑے چوک، والٹن روڈ، لاہور چھاؤنی۔ پوسٹ کوڈ نمبر ۵۴۸۱۰

یاسیدی احمد رضا

کعبۂ اجسام کی جانب بڑھایا آپ نے
قبلہ ایمان کا شیدا بنایا آپ نے
زندہ باد اے سیدی احمد رضا خاں زندہ باد
جامِ حُبِ مصطفیٰ بھر بھر پلایا آپ نے
ہونٹ گستاخانِ مصطفویٰ کے ریل کر رہ گئے
جب دلائل سے مقام اُن کا بتایا آپ نے
کون عبدالمصطفیٰ ہے دیو کا بندہ ہے کون
فیصلہ میدان میں یہ کر دکھایا آپ نے
رحمتِ عالم سے باندھا تھا جو پیمانِ وفا
جان و دل سے زندگی بھر وہ نبھایا آپ نے
دین و ایمان و یقین کی جان ہے عشقِ رسول
سُنیوں کو یہ سبق ازیر کرایا آپ نے
عشقِ مصطفویٰ سے سینوں کو منور کر دیا
اہل سنت کے دلوں کو جگمگایا آپ نے

”عاصیو! آؤ مرے آقا کے در پر پڑ رہو“

مرنے جینے کا سلیقہ یوں سکھایا آپ نے

کو نجات ہے کل جہاں میں نغمہ ”لاکھوں سلام“

جو بوقتِ دید آقا کو سنایا آپ نے

کر کے روشن مہربان سرمایہٴ دینِ حنیف

مذہبِ احناف کا سکہ جمایا آپ نے

سارے اُردو ترجموں میں کنزِ ایماں لاجواب

ترجمہ قرآن کا وہ کر دکھایا آپ نے

ہے فقہت کو فتاویٰ رضویہ پر فخر و ناز

زور وہ علمِ لدنی کا لگایا آپ نے

منہ کے بل اوندھے گرے برطانوی لائٹ و منات

جب کھری توحید کا نغمہ سنایا آپ نے

تھر تھرا کر نجدیت کے گر پڑے سارے ستون

نعرۂ تکبیر جب اُن میں لگایا آپ نے

گھیر لیتے ہر روش کو نجدیت کے زاغ و بوم

گلشنِ اسلام کو اُن سے بچایا آپ نے

جبکہ ندوہ کی پکی کھچڑی زمینِ ہند میں

صوفی ہستی سے اُس کو بھی مٹایا آپ نے

رہزوں نے جبکہ پہنا رہنماؤں کا لباس
اُن کے چہروں سے نقابوں کو ہٹایا آپ نے
قلبِ اسلام میں گر ہو یہودیت کی روح

نجدیت یہ چیز ہے، پردہ اٹھایا آپ نے
دعویٰ توحید کے پردے میں توہینِ رسول
اُن کی اس تلیس کا چرخہ جلایا آپ نے

جبکہ بندے ماترم کہتے تھے کچھ نجدی شیوخ
اُن کی تردیدات کا پرچم اٹھایا آپ نے
چھوڑ کر میدان بھاگے گاندھوی مرحب تمام

فاتحِ خیبر کا جب جلوہ دکھایا آپ نے
اے مجاہد! اے محی الدین ثانی مرحبا!

سومناں گاندھویت بھی گرایا آپ نے
عاشقِ شمعِ رسالت، اہل سنت کے امام!
قلبِ اخترِ حبِ نبوی سے بسایا آپ نے

اختر شاہ جہان پوری مظہری

عفی عنہ

داتا کی نگری (لاہور)

جامِ سفال ہوں

اس زاویہ سے دیکھتے تو باکمال ہوں
میدانِ معصیت میں آپ اپنی مثال ہوں
پوچھا ہے یہ احقر سے بتا اپنے کمالات
بالکل ہی بے کمال میں اے خوش خصال ہوں
میں عالمِ وفقیہ نہیں ہوں نہ پیشوا
جس کی نہ ہو تعبیر وہ خواب و خیال ہوں
ناچیز اور حقیر مری مشتِ خاک ہے
میں جامِ شاہِ جم نہیں جامِ سفال ہوں
ہوں خاک مگر خاکِ درِ اولیاء ہوں میں
کچھ ہوں تو اُن کا منظرِ جود و نوال ہوں
لا ریب کچھ نہیں ہوں مگر فضلِ خدا سے
اے کَمَشِّین! میں ذرۂ نعلِ بلال ہوں
اک بندۂ اشیم ہوں ربِّ کریم کا
منجملہ امتِ شرِ بدر الکمال ہوں
ہوں میں امامِ اعظمِ ذی شاہ کا مقلد
سرکارِ ماترید کا بھی ہم خیال ہوں

پی جامِ نقشبند سے میں نے مئے طیبہ
یوں مُرشدِ برحق کی نظر کا کمال ہوں
سُن ہو گئے سُنی نہیں اٹھنے کا ارادہ
باسی کڑھی میں آ گیا بن کر کُبال ہوں
کہتے ہیں کہ تقریر میں مرشد کا ہے جمال
تحریر میں گو کلکِ رضا کا جلال ہوں
کرتا کُصوصِ دین کی ہے جو نیند کو حرام
جس کا نہ ہو جواب وہ ٹیڑھا سوال ہوں
اختر کا یہی حضرت اختر کو ہے پیغام
میں بھی کسی حسین کے عارض کا خال ہوں

اختر شاہ جہان پوری مظہری
عفی عنہ

داتا کی نگری (لاہور)

(۱) غالباً ۱۹۷۸ء میں حضرت مولانا اختر الحامدی الرضوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا کہ میں اہل سنت کے موجودہ اہل قلم حضرات کا تذکرہ لکھ رہا ہوں جن میں میرے نزدیک تو سرفہرست ہے۔ اپنے وہ کمالات بھی لکھ کر بھیج جو میرے علم میں نہیں ہیں۔ میں یہ بات کسی کو نہیں بتاؤں گا۔ اس وقت اختر نے تعمیل ارشاد کے طور پر یہ چند ٹوٹے پھوٹے شعران کی خدمت میں ارسال کئے تھے۔ (اختر شاہ جہان پوری عفی عنہ)

التماس

السلام علیکم! عرض ہے کہ احقر نے آپ کے زیر اہتمام مرکزی مجلس امام اعظم، لاہور کا شائع کردہ رسالہ الہادی الحاجب پڑھا۔ امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں بلند پایہ بحثیں کی ہیں وہاں زبان بھی مشکل استعمال کی ہے یعنی یہ رسالہ عوام الناس کے لئے غالباً نہیں لکھا لہذا میں نے جو لفظ پڑھا لکھا ہے اس پر بھی مجھے شرم محسوس ہو رہی ہے۔ شرمندگی کی وجہ ظاہر کرتا ہوں کہ اگرچہ بی اے ہوں اور ایل ایل بی کر رہا ہوں لیکن اکثر مندرجات کو سمجھ نہیں سکا ہوں۔

آپ سے التماس ہے کہ آپ اس رسالے کے مندرجات کو ایسے آسان لفظوں میں بیان فرما دیں جس سے میرے جیسے لوگ بھی نفس مسئلہ کو سمجھ جائیں۔ مجھے پورا پورا احساس ہے کہ آپ بارہ سالہ علالت کے باعث پڑھنے لکھنے سے بڑی حد تک مجبور ہوئے پڑے ہیں، لیکن گرتے پڑتے اگر آپ یہ کام بھی کر گزرے تو میرے جیسے کتنے ہی ان سنی مسلمانوں پر آپ کا بڑا احسان ہو گا جو اس مسئلے میں تسلی بخش آگاہی چاہتے ہیں۔ فقط والسلام۔

العارض:- محمد امجد سندھو

النور ٹاؤن۔ ورکشاپ شاپ

والٹن روڈ۔ لاہور چھاؤنی

۳۰ رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ

مطابق ۲۶ فروری ۱۹۹۳ء

جمعتہ المبارک

الجواب بعون المنان الوهاب

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ۔ خدائے ذوالمنن ہم سب کو دین کا ذوق شوق و رحمت فرمائے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے، آمین۔ سوال میں آپ کا شوق لکھ کر احقر مجبور ہو گیا اور کوشش کرنے لگا کہ خدا کرے یہ کام میرے ہاتھوں ہو جائے کیونکہ ایسا ہو جانے سے کتنے ہی بے خبر مسلمانوں کا بھلا ہو گا کہ وہ بھی صورت مسئلہ سے آگاہ ہو جائیں گے۔

بات دراصل یہ ہے کہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اکثر تصانیف براہ وہ چھوٹی ہیں یا بڑی، لیکن ان میں بحثیں بلند پایہ ہیں اور اردو زبان بھی مشکل استعمال کی ہے، جس کی وجہ سے عوام الناس کے لئے ان کا سمجھنا واقعی دشوار ہے۔ علیٰ حضرت کو یہ راستہ گمراہ گروں کی وجہ سے اختیار کرنا پڑا تھا، اس لئے کہ بھولے مانے مسلمانوں میں جگہ جگہ غلط فہمیاں وہی پھیلا رہے تھے اور وہ برٹش گورنمنٹ کی سلام دشمنی کے تحت کرائے پر ایسا کر رہے تھے۔ کتنا کرب ناک اور پراسرار تھا وہ دور کہ گھر کو خود اپنے ہی چراغوں سے آگ لگ رہی تھی۔ بعض علماء کو حکومت وقت نے بڑے سہرے خطابات دے کر اس کام پر مامور کیا تھا تا کہ مسلمانوں میں اختلاف بڑے اور یہ آپس میں ہی دست و گریباں ہوتے رہیں۔ چنانچہ یہی ہوا اور آج تک ہو رہا ہے اور مسلمان اس چکر بازی کو سمجھ کر اس سے نجات حاصل نہیں کر سکے بلکہ اس میں روز بروز زیادہ ہی پھنستے جا رہے ہیں۔

خیر ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۲۶ھ کو مولوی عبدالرحیم صاحب مدرسی نے معسکہ بنگلور سے نیاے اسلام کے مفتی اعظم یعنی امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں استفتاء بھیجا اور اس میں تین باتوں کا جواب طلب کیا جو یہ ہیں:

- ۱۔ نماز جنازہ اولیائے میت نے بھی پڑھ لی ہو تو حنفی مذہب میں ان کا دوبارہ پڑھنا کیسا ہے؟
- ۲۔ میت غائب یعنی دوسرے شہریا ملک میں ہو تو اس پر غائبانہ جنازہ جائز ہے یا نہیں؟
- ۳۔ امام اگر سنی شافعی مذہب ہو تو اس کی اقتدا میں سنی حنفی کے لئے دوبارہ نماز جنازہ پڑھنا یا غائبانہ نماز جنازہ جائز ہوگی یا نہیں؟
- امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان تینوں باتوں کا وہ تحقیقی جواب دیا کہ کسی نے آج تک دیکھا نہ ہو گا۔ پہلی بات کی گیارہ صورتیں بتائیں اور فقہ حنفی کی مشہور اور معتبر کتابوں سے ان کا تحقیقی حکم واضح کیا۔ قارئین کرام پہلے سوال اول کا جواب ملاحظہ فرمائیں۔

پہلے سوال کا جواب

امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے حمد و نعت کے بعد فرمایا کہ ہمارے برحق مذہب حنفی میں جبکہ ولی نماز جنازہ پڑھ چکا یا اس کی اجازت سے نماز جنازہ ہو چکی یا ایسا ہوا کہ کسی دوسرے نے ولی کی اجازت کے بغیر نماز جنازہ شروع کر دی اور ولی بھی آکر اس میں شامل ہو گیا تو اب دوسروں کو اس جنازے کی نماز پڑھنا جائز نہیں رہا۔ نہ ان کے لئے جو پڑھ چکے ہیں اور نہ ان کے لئے جنہوں نے سرے سے وہ نماز جنازہ پڑھی ہی نہیں ہے۔ اس پر حنفی مذہب کے سارے اماموں یعنی علمی بزرگوں کا اجماع ہے یعنی اس بات پر سارے متفق ہیں اور کسی ایک کو بھی اس سے اختلاف نہیں ہے۔ والحمد لله علیٰ فلک۔

اب جو اس کے خلاف کرے گویا وہ مذہب حنفی کا مخالف یا جاہل بے خبر ہے۔ حنفی مذہب کی ساری فقہی کتابیں خواہ وہ متون و شروح ہوں خواہ کتب فتاویٰ سب میں واضح طور پر یہی بات لکھی ہوئی ہے اور چودھویں صدی کے مجدد برحق، امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء) نے اس مسئلے پر النہی العاجز عن تکرار صلوة الجنائز کے نام سے ایک رسالہ لکھ کر تحقیق کا حق ادا کیا ہوا ہے۔

اس میں فقہ حنفی کی چالیس معتبر کتابوں کی اکاون عبارتوں سے مسئلے کو دوپہر کے سورج کی طرح واضح اور روشن کر دکھایا ہے۔ حق یہ ہے کہ مسائل کی ایسی تحقیق معاصرین میں سے کسی دوسرے کے ہاں نظر نہیں آتی۔ ہر انصاف پسند تو یہی کہے گا باقی ان لوگوں کی بات ہی اور ہے جنہیں تعصب نے اندھا کر دیا ہو یا جو اندھا ہی رہنا چاہتے ہوں۔ — امام احمد رضا نے اس سوال کی گیارہ صورتیں بتائی ہیں۔ ہر صورت کا شرعی حکم ملاحظہ ہو۔

پہلی صورت : کسی میت پر حنفی مذہب میں ایک بار سے زیادہ نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے۔ اس مسئلے میں دیگر آئمہ بھی ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ متفق ہیں سوائے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے جو اہل سنت کے تیسرے امام مجتہد ہیں اور ان کے نزدیک یہ نماز دوبارہ بھی پڑھی جا سکتی ہے۔ جو بات ہمارے مذہب کی رو سے ناجائز ہے اسے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ جائز نہیں کر سکتا اور نہ ان کا فیصلہ پاک و ہند کے مبتدعین زمانہ یعنی ترنگے وہابیوں (اہل حدیث) دیوبندی اور جماعت اسلامی والوں کے لئے مفید ہو سکتا ہے۔ امام احمد رضا نے اس مسئلے کو فقہ حنفی کی درمختار، غنیہ، فتاویٰ عالمگیری، جامع الرموز اور مخطاوی وغیرہ دس کتابوں کے ذریعے واضح کیا ہے۔

دوسری صورت : ایک دفعہ نماز جنازہ پڑھی تو فرض کفایہ ادا ہو گیا۔ اب دوبارہ پڑھیں تو یہ نماز نفلی ہوگی اور نماز جنازہ حنفی مذہب میں بطور نفل جائز نہیں ہے۔ یہ بات فقہ حنفی کی چودہ معتبر کتابوں کے ذریعے روشن و مبرہن کی ہے۔ جیسا کہ امام محمد بن امیر الحاج رحمۃ اللہ علیہ نے منیہ کی شرح حلیہ میں بیان فرمایا ہے۔

المنہب عند اصحابنا ان التنفل بہا ہمارے اماموں کا یہی مذہب ہے کہ اسے غیر مشروع (حلیہ) بطور نفل پڑھنا خلاف شرع ہے۔

تیسری صورت : ایک شخص کی نماز جنازہ پڑھی گئی لیکن نماز جنازہ پڑھنے والے سارے ہی مقتدی بے وضو تھے یا سب کے کپڑے ناپاک تھے — یا ناپاک جگہ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھی — یا عورت نے امامت کی اور مرد مقتدی تھے — غرض

کوئی بھی ایسی صورت پیش آئی کہ امام کے سوا اور کسی کی نماز ہمیں ہونی۔ ایسی صورتوں میں بھی نماز جنازہ دوبارہ نہیں پڑھ سکتے کیونکہ خواہ کسی کی نماز نہیں ہوئی لیکن امام کی تو ہو گئی۔ اکیلے امام کی نماز ہو جانے سے فرض ساقط ہو گیا اور نماز جنازہ پڑھنے کا بوجھ سب کے سروں سے اتر گیا۔ — ہاں اگر نماز باطل ہونے کی بات مقتدیوں میں نہیں بلکہ امام میں تھی تو اس صورت میں کسی ایک کی نماز بھی درست نہ ہوگی اور فرض ساقط نہ ہوا لہذا اس صورت میں نماز دوبارہ پڑھی جائے گی اور یہ دوبارہ پڑھنا نہیں ہے جبکہ پہلی نماز جنازہ کالعدم ہے۔ فقہ حنفی کی سترہ کتابوں کے ذریعے آپ نے اس صورت کا حکم روشن کیا ہے۔

چوتھی صورت : ولی نے جنازے کی نماز پڑھائی یا اس کی اجازت سے کسی دوسرے نے پڑھائی یا ولی نے اکیلے ہی نماز جنازہ پڑھ لی تو اب کسی کے لئے اس جنازے کی نماز پڑھنا جائز نہیں رہا کیونکہ سب کے سروں پر جو فرض کفایہ کا بوجھ تھا وہ ادا ہو گیا خواہ اکیلے ولی نے ہی پڑھی۔ اعلیٰ حضرت نے اس بات کا فقہ حنفی کی بیالیس کتابوں کے پیش نظر فیصلہ کیا ہے جیسا کہ برجندی شرح نقایہ میں ہے۔

ان صلی علیہ الولی لم یجز لاحد ان یرضی بعدہ۔
 اگر جنازے پر ولی نے نماز پڑھ لی تو اس کے بعد کسی کے لئے نماز پڑھنا جائز نہیں رہا۔

معلوم ہونا چاہئے کہ اس مسئلے میں جتنی جگہ بھی لفظ ولی استعمال ہو رہا ہے اس سے اولیاء اللہ مراد نہیں ہیں بلکہ میت کا قریبی عزیز مراد ہے جس کو عام بول چال میں سرپرست یا والی وارث کہا جاتا ہے۔

پانچویں صورت : ولی ہی نماز جنازہ کے لئے صاحب حق نہیں بلکہ اس کے سوا سلطان یعنی مسلمان سربراہ مملکت، اسلامی حاکم (جو گورنر، وزیر، وزیر اعلیٰ، کمشنر، ڈپٹی کمشنر، علاقہ مجسٹریٹ، تحصیلدار اور تھانے دار متعلقہ بھی ہو سکتا ہے) میت کی متعلقہ جامع مسجد کا امام و خطیب، اس کے محلے کی مسجد کا امام بھی صاحب حق ہے۔ اگر ان میں سے کسی نے نماز جنازہ پڑھ لی ہے تو اس کے بعد اب دوسرے لوگوں کو اس جنازے کی نماز پڑھنا جائز نہیں رہا۔ جیسا کہ حواشی سید حمولی میں ہے۔

کچھ ولی ہی کی خصوصیت نہیں بلکہ سلطان اسلام وغیرہ جو ولی سے زیادہ حق دار ہیں، ان کے نماز جنازہ پڑھ لینے کے بعد کسی کے لئے اس نماز کا پڑھنا جائز نہیں۔

تعلمیں الولی لیس بقیہ لاندہ لوصلی
السلطان او غیرہ ممن ہو اولی من
الولی لیس لاحلان یصلی بعدہ

اعلیٰ حضرت نے اس شرعی حکم کو فقہ حنفی کی سات کتابوں کے ذریعے واضح کیا ہے۔

چھٹی صورت : ولی وغیرہ جتنے بھی صاحب حق ہیں، جن کی تفصیل پانچویں صورت کے تحت بیان کی جا چکی ہے، یہ حضرات جس صورت میں اپنے حق کے لئے اعادہ کر سکتے ہیں، اس حال میں بھی جو پہلے پڑھ چکا ہے، وہ ان کے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہو سکتا۔ اس حکم شرعی کو اعلیٰ حضرت نے فقہ حنفی کی گیارہ معتبر کتابوں کی روشنی میں بیان کیا ہے۔

ساتویں صورت : جب میت کے وارث یعنی ولی نے دوسرے کو نماز پڑھانے کی اجازت دے دی خواہ آپ شریک ہوا یا نہیں ہوا یا کوئی اجنبی ولی کی اجازت کے بغیر ہی نماز پڑھانے لگا اور ولی نماز میں شامل ہو گیا یا کوئی آدمی نماز جنازہ پڑھانے لگا جبکہ ولی اس کے نماز جنازہ پڑھانے سے ناراض ہے لیکن اس کے باوجود نماز میں شامل ہو گیا تو ان تمام صورتوں میں اب ولی (وارث، سرپرست) بھی دوبارہ نماز جنازہ نہیں پڑھ سکتا۔ دنیائے اسلام کے فقیہ اعظم اور امام زمانہ نے اس حکم کو فقہ حنفی کی بیس کتابوں کی روشنی میں بیان کیا ہے جن میں متون و شروح اور فتاویٰ تینوں قسم کی کتابیں ہیں۔ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ معاصرین کی تصانیف دیکھ لیجئے لیکن اس وسیع النظری کا دوسروں کے یہاں عشر عشر بھی نظر نہیں آئے گا۔ باقی تعصب یا ہٹ دھرمی کے تحت کوئی خواہ کچھ بھی کہتا پھرے، کون کسی کی زبان پکڑ سکتا ہے۔ ہاں خواہ مخواہ کسی پر الزام تراشی کرنے والوں سے پروردگار عالم تو ضرور پوچھے گا اس جبار و قہار سے ڈرنا چاہئے۔

۔ قریب ہے یارو روز محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر

جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

آٹھویں صورت : اگر سلطان اسلام غیر ذی حق جو میت کے ولی (وارث، سرپرست) سے بھی مقدم ہیں، ان میں سے کسی نے یہ نماز پڑھ لی یا خود تو نہیں پڑھی لیکن اس کی اجازت سے کسی نے نماز پڑھا دی تو اب ولی یعنی سرپرست کو بھی دوبارہ نماز پڑھنے کا اختیار نہیں رہا۔ یعنی اب وہ بھی اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھ سکتا کیونکہ فرض ادا ہو چکا ہے اور اس نماز کا نقلی طور پر پڑھنا جائز نہیں ہے۔ اس مسئلہ کو امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ حنفی کی ۳۳ کتابوں کی روشنی میں بیان فرمایا ہے جیسا کہ وجیز کے لفظوں میں خزانۃ المفتیین کے اندر ہے۔

مات فی غیر بلدہ فصلی علیہ غیر اہلہ
ثم حملہ اہلہ الی منزلہ ان کانت
الصلوۃ الاولی باذن الوالی اوالقاضی
لاتعاد

دوسرے شہر میں فوت ہوا۔ اجنبی لوگوں نے
اس کی نماز جنازہ پڑھ لی۔ پھر اس کے عزیز و
اقارب گئے اور اپنے شہر لے آئے۔ اگر
پہلی نماز حاکم وقت یا قاضی کی اجازت سے
ہوئی تو اب کوئی اعادہ نہیں کر سکتا۔

نویں صورت : اگر ولی یعنی سرپرست نے نماز جنازہ پڑھ لی اور سلطان اسلام یا حاکم وقت یا محلے کا امام و خطیب یا علاقہ مجسٹریٹ یا تحصیلدار و تھانے دار بعد میں آیا جو ولی سے بھی اولیٰ اور مقدم ہے تو اب وہ بھی نہیں پڑھ سکتا۔ ہاں اگر وہ موجود تھے اور ان کی اجازت کے بغیر ولی نے نماز پڑھ لی اور وہ نماز میں شریک نہ ہوئے تو بعض علماء کے نزدیک وہ نماز پڑھ سکتے ہیں لیکن اکثر علماء کے نزدیک ان حضرات یعنی سلطان اسلام و حکام وغیرہ کو اب بھی نماز جنازہ پڑھنے کا اختیار نہیں ہے۔ چنانچہ معراج الدرایہ میں اسی موقف کی تائید کی گئی ہے۔ ردالمحتار میں بھی اسی کو ترجیح دی ہے۔ فقہ حنفی کی بنیادی کتابوں کے لحاظ سے یہی نظریہ مذہب ظاہر ہوتا ہے اور اسی کے دلائل زیادہ پختہ ہیں۔

لہذا صورت مسئلہ یہ سامنے آئی کہ بادشاہ وقت نے نماز جنازہ پڑھ لی تو اب ولی نہیں پڑھ سکتا اور ولی نے پڑھ لی تو اب سلطان اسلام نہیں پڑھ سکتا۔ یہ مسئلہ اعلیٰ حضرت نے فقہ حنفی کی دس کتابوں کے ذریعے حل فرمایا ہے جبکہ بحرالائق میں یوں ہے۔

صلی الولی ثم جاء المقدم علیہ فلیس له الاعادة۔
 ولی نے نماز جنازہ پڑھ لی۔ پھر وہ (سلطان وغیرہ) آئے جو مقدم ہیں تو انہیں اعادہ کا اختیار نہیں۔

دوسری صورت : جنازے کی نماز بالکل تیار ہے، اب کوئی بے وضو ہے اور وضو کرے یا جنبی ہے اور نہائے تو نماز نکل جائے گی اور بعد میں پڑھ نہیں سکتا تو اسے شریعت مطہرہ نے اجازت دی ہے کہ وضو اور غسل کی جگہ تیمم کر کے نماز جنازہ میں شامل ہو جائے، اسی طرح نماز عید وغیرہ میں کہ وہ بھی دوبارہ نہیں ہو سکتی۔ سلطان وقت اگر موجود ہو تو چونکہ ولی سے بھی مقدم ہے لہذا اس کی موجودگی میں اگر ولی کو بھی تیمم کرنا پڑ جائے تو جائز ہے۔ بلکہ اگر ولی نے دوسرے کو امامت کرنے کی اجازت دے دی تو اب بھی ولی تیمم کر سکے گا، اگر واقعی اسے مجبوری پیش آئے کیونکہ اب اسے بعد میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں رہی۔ اسی طرح وضو یا غسل کے تیمم سے ایک نماز پڑھی تھی کہ دوسرا جنازہ بھی آگیا اور وضو یا غسل کرنے کی ہمت نہیں ہے تو اسی تیمم سے دوسرے اور تیسرے جنازے کی نماز پڑھی جا سکتی ہے بلکہ خواہ کتنے ہی جنازے ہوں سب کی پڑھ سکتے ہیں۔ دنیائے اسلام کے مفتی عظیم اور نائب امام ابو حنیفہ نے اس صورت مسئلہ کو فقہ حنفی کی ۳۳ کتابوں کی روشنی میں حل فرمایا ہے۔ امام عظیم الشان ابو جعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی (۵۳۲ھ/۶۹۳ء) نے شرح معانی الآثار میں فرمایا ہے:-

ولو رخص فی التیمم فی الامصار
 خوف فوت الصلوة علی الجنائزہ و فی
 العین لان ذلک اذا فات لم یقض
 لکن لفظوں میں غنیہ کے اندر ہے
 یجوز تیمم للولی اذا کان من ہو مقدم
 حاضر اتفاقا لانه بخلاف الفوت
 واللفظ للبحر

نماز جنازہ یا عید فوت ہونے کا ڈر ہو تو پانی ہوتے ہوئے بھی تیمم جائز ہے کیونکہ ان دونوں نمازوں کی قضا نہیں ہے۔

(سلطان و حکام وغیرہ) ولی سے مقدم موجود ہوں تو ولی کے لئے بھی تیمم کرنا جائز ہے۔ اب اسے بھی نماز فوت ہونے کا خوف ہو سکتا ہے۔

بہرہ نیزہ اور بحر الرائق کے لفظوں میں فتاویٰ عالمگیری کے اندر یوں تصریح فرمائی

ہے۔

يجوز للولي اذا اذن لغيره بالصلوة و
لا يجوز لمن امره الولي كذا في
الخلاصتہ

جب ولی نے دوسرے کو اجازت دے دی تو
اس کے لئے تمم کرنا جائز ہے اور جس کو
ولی نے اجازت دی ہے اس کے لئے تمم
کرنا جائز نہیں رہا۔

گیارہویں صورت : اس مسئلے کو سمجھنے کے لئے فتح القدر کی مندرجہ ذیل
عبارت کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے جس کو مغلادوی علی مرقی الفلاح میں یوں بیان کیا گیا
ہے۔

ترك الناس عن اخرهم الصلوة على
قبر النبي صلى الله عليه وسلم و لو
كان مشروعا لما اعرض الخلق كلهم
من العلماء والصالحين والراغبين في
التقرب اليه صلى الله عليه وسلم
بانواع الطرق عنه فهنا دليل ظاهر
عليه فوجب اعتباره (طحطاوی علی
مراتی الفلاح)

پچھلے تمام لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کے مزار اقدس پر نماز چھوڑ دی۔ اگر
یہ نماز بطور نفل جائز ہوتی تو ساری مخلوق
اس سے منہ نہ موڑتی جن میں علماء، صلحا
اور وہ بندے جو مختلف طریقوں سے رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس
میں تقرب حاصل کرنے کی رغبت رکھتے
ہیں۔ یہ نماز جنازہ کی تکرار کے ناجائز ہونے
کی کھلی دلیل ہے جس کا اعتبار کرنا ضروری
ہے۔

اسی طرح حاشیہ نورالایضاح کے لفظوں کو سراج وہاج، غنیۃ المستمل اور امداد الفتح
میں یوں بیان کیا گیا ہے۔ عربی نہ جاننے والے حضرات اردو ترجمے کی روشنی میں
شریعت مطہرہ کے حکم کو سمجھنے کی کوشش کریں اور ہم سب کو شرعی احکام پر عمل
کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

والا یصلی علی قبرہ الشریف الی یوم
القیامتہ لبقا انہ صلی اللہ علیہ وسلم
کما دفن طریاہل ہو حی برزق و بتنعم

اگر اس کی تکرار جائز ہوتی تو آپ کے مزار
اقدس پر قیامت تک نماز پڑھی جاتی کہ آپ
تو اسی طرح تازہ و تازہ ہیں جیسے دفن کے

وقت تھے بلکہ آپ زندہ ہیں، روزی دیئے جاتے ہیں نیز تمام لذتوں اور عبادتوں کے ناز و نعم میں ہیں جیسے دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ حالانکہ ساری امت نے اس نماز کے ترک کرنے پر اجماع کیا ہے۔

سائر الملاذ والعبادات و کنا سائر الانبياء عليهم الصلوة والسلام وقد اجتمعت الامت على تركها۔ (امداد الفتح وغیرہ)

گمراہ گروں کی طرف سے دوسوسے

دنیاۓ اسلام کے مفتی اعظم یعنی امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ حنفی کی چالیس کتابوں کی اکاون عبارتوں کے ذریعے اپنے رسالے النہی الحاجز میں ثابت کیا تھا کہ ایک دفعہ جس پر جنازے کی نماز پڑھی گئی اب اس پر دوبارہ نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے۔ — زیر نظر رسالہ یعنی الہادی الحاجب میں پہلے سوال کا جواب دیتے ہوئے آپ نے فقہ حنفی کی پچاسی کتب متون و شروح و فتاویٰ کی دوسوسات عبارتوں کو پیش کر کے ثابت کیا ہے کہ نماز جنازہ کی تکرار کے ناجائز و گناہ ہونے پر اہل حق کے سوا اعظم یعنی حنفی مذہب والوں کا اجماع قطعی ہے اور اس بات کی مخالفت کرنے والا گویا حنفی مذہب کا مخالف ہے۔ بعض نام نہاد یعنی جعلی حنفی آئمہ دین کی ان واضح اور روشن تصریحات کے باوجود عوام الناس کو دھوکا دینے، اپنی بات پالنے اور اپنا بھرم سنبھالنے کی خاطر شافعی بزرگوں کی دو تاریخی کتابوں کے پیش نظر دوسوسے ڈالتے ہیں۔

دوسوسہ اول : امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء) کی تصنیف لطیف تبیض السیوف میں ہے کہ جب امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المتوفی ۱۵۰ھ/۷۶۷ء) نے وفات پائی تو جنازہ مبارک پر چھ دفعہ نماز ہوئی اور مخلوق خدا کی اس درجہ کثرت تھی کہ عصر تک انہیں دفن نہ کیا جاسکا۔

دوسوسہ دوم : امام شمس الدین ذہبی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے سیر النبہ میں لکھا ہے کہ شیخ تاج الدین ابو الیمین زید بن حسن کندی حنفی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے ۶۱۶ سوال ۶۱۳ میں وفات پائی۔ قاضی القضاة جمال الدین ابن الحرمستانی نے نماز پڑھائی، پھر شیخ الحنفیہ جمال الدین حمیری نے باب الفرادیس میں، پھر شیخ موقف الدین شیخ الحنبلیہ نے

پہاڑ میں یعنی کوہ دمشق کے جبل قاسیون کے اندر پڑھی۔

علمی جواب : امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ دونوں واقعات کا وہ علمی جواب دیا ہے کہ انصاف پسند قاری کے لئے تسلیم کر لینے کے سوا چارہ کار ہی نہیں۔ جواب ملاحظہ ہو۔

اولاً : حنفی مذہب کی تمام فقہی کتابوں کے خلاف شافعی حضرات کی دو تاریخی کتابوں پر اعتماد کرنا اور اپنے مذہب کے مسلمہ و متفقہ مسئلے کو کچلنا مسلمان کتنی سخت جہالت یا بدینتی ہے۔

ثانیاً : دنیا میں کیا صرف حنفی مذہب ہی کے افراد بستے ہیں۔ نیز پہلی صدیوں کے مسلمانوں کو دیکھا جائے تو مجتہدین حضرات بکثرت تھے اور ہر مجتہد کی پیروی کرنے والے تھے۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر فرمودہ حکایت میں یہ کہاں ہے کہ حنفیہ نے چھ دفعہ امام اعظم کی نماز جنازہ پڑھی؟ — بات دراصل یہ ہے کہ مخلوق خدا کی کثرت تھی۔ ہر مذہب و مسلک کے لوگ آ رہے تھے۔ اگر احناف کے سوا دوسرے لوگوں نے سو دفعہ بھی کسی جنازے پر نماز پڑھی ہو تو اس سے حنفیوں پر کیا حجت قائم ہو سکتی ہے؟

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تو بفضلہ تعالیٰ ایسے عظیم الشان، جلیل البرہان امام ہیں کہ جب ان کے مزار پر انوار کے پاس سیدنا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۰۳ھ/۸۲۱) جیسے امام مستقل اور مجتہد مطلق نے نماز فجر پڑھائی تو نہ بسم اللہ آواز سے پڑھی، نہ رفع یدین کیا اور نہ قنوت پڑھی۔ کسی نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ ایسا اس صاحب قبر کے ادب کی وجہ سے کیا ہے۔ یہ بات امام ابن حجر کی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۹۷ھ/۱۵۶۶) کی تصنیف لطیف الخیرات الحسان کے اندر ہے جبکہ ایک اور روایت میں ہے کہ مجھے حیا آئی کہ ایسے جلیل القدر بزرگ کے سامنے ان کے خلاف کوئی عمل کروں، جیسا کہ مولانا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف المسک المقتطع میں ہے — سبحان اللہ! ایک مجتہد مستقل تو امام اعظم ابوحنیفہ کی بارگاہ میں امام صاحب کا وہ ادب کریں کہ اپنا مذہب اور اپنی تحقیق چھوڑ کر امام اعظم

ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیروی کریں تو یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ خود حنفی حضرات امام موصوف ہی کے جنازے کی نماز کے وقت اپنے امام کے مذہب کو چھوڑ دیتے اور آپ کے جنازے کی نماز بار بار پڑھتے۔

حالات : حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ولی آپ کے صاحبزادے حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ تھے جنہوں نے سب سے آخر میں آپ کی نماز جنازہ پڑھی تھی جس کو چھٹی دفعہ کہا گیا ہے حالانکہ اول و آخر نماز جنازہ یہی تھی۔ اس سے پہلے پانچ دفعہ جو نماز جنازہ ہوئی وہ ولی کی اجازت کے بغیر دوسرے مذہب والوں نے اپنے طور پر اپنی مرضی سے حضرت امام اعظم سے عقیدت ہونے کی بنا پڑھی تھی، جبکہ دوسرے مذاہب والے کسی کی نماز جنازہ پچاس سو دفعہ بھی پڑھ لیں تو اس سے مذہب حنفی پر کیا حرف آتا ہے۔ امام ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے الخیرات الحسان میں یوں تصریح فرمائی ہے۔

ادھر آپ کو غسل دے کر فارغ ہوئے ادھر بغداد کی اتنی خلقت جمع ہو گئی جس کا شمار اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا گویا کسی نے انتقال امام کا اعلان کر دیا ہے۔ نماز پڑھنے والوں کا اندازہ کیا گیا تو کسی نے پچاس ہزار بتائے اور کسی نے اس سے بھی زیادہ اور ان پر چھ دفعہ نماز ہوئی اور آخر میں آپ کے صاحبزادے امام حماد نے پڑھی۔

من اهل البغداد خلق لا يعصمهم الا
الله تعالى كانهم نودي لهم بموته و
حزوا من صلى عليه فليل بلغوا خمسين
الفا و قيل اكثر واعملت الصلوة
عليه ستہ مرات اخراينه حماد
(الخیرات الحسان)

رابعاً : دوسرے واقعے کو لیجئے تو اس میں اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ پہلی دفعہ جو نماز ہوئی وہ ولی کی اجازت سے ہوئی تھی؟ بلکہ ظاہر یہی ہوتا ہے کہ دوسری دفعہ جو نماز ہوئی ولی کی اجازت سے وہی ہوئی تھی کیونکہ جنازہ ایک حنفی عالم کا تھا اور وہاں اس وقت حنفی مذہب کے جلیل القدر عالم یعنی امام جمال الدین محمود بن احمد حیسری رحمۃ اللہ علیہ موجود تھے جو احناف کے عظیم الشان امام قاضی خاں رحمۃ اللہ علیہ صاحب فتاویٰ قاضی خاں کے مایہ ناز اور خاص الخاص شاگرد تھے جن کی اپنی تصانیف میں جا بجا تصریح موجود ہے کہ نماز جنازہ کی تکرار جائز نہیں ہے۔ تیسری دفعہ جو حنبلی

حضرات نے نماز پڑھی اس سے ہم احناف پر حجت قائم نہیں کی جا سکتی — رہا یہ طرز عمل تو آئمہ مذہب کے قطعی اجماع ہو جانے کے باوجود جو ایسے واقعات کو سند بنائے تو وہ نااہل یا سخت جاہل ہے یا پورا دھوکے باز کہ عوام الناس کی آنکھوں میں دھول ڈال کر انہیں غلط راستے پر یا اپنے پیچھے لگانا چاہتا ہے۔ واللہ بھلی من بشاء الی صراط مستقیم۔

دوسرے سوال کا جواب

دوسرا سوال یہ تھا کہ ایک شخص مثلاً امریکہ میں فوت ہو گیا یا فرض کیجئے کہ پشاور میں فوت ہوا اور اس کی لاش امریکہ یا پشاور ہی میں ہے تو لاہور، فیصل آباد یا ملتان والے اس کی عاتبانہ نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ — جو اس کی عاتبانہ نماز جنازہ پڑھ لیں انہوں نے نیک کام کیا یا ان کے نامہ اعمال میں گناہ لکھا جائے گا؟ یہ ہے دوسرے سوال کا ظاہر مفہوم۔

چودھویں صدی کے مجدد برحق، دنیائے اسلام کے مفتی اعظم یعنی امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ میت دوسرے ملک یا دوسرے شہر میں ہو، خواہ اسے دفن کر دیا ہے یا ابھی نہیں کیا، تو حنفی مذہب کے مطابق عاتبانہ طور پر اس کی نماز جنازہ پڑھنا محض ناجائز اور خلاف شرع ہے۔ احناف کے مسلمہ اماموں کا اس نماز کے ناجائز ہونے پر اتفاق ہے۔ کسی ایک مسلمہ بزرگ نے اس مسئلے میں اختلاف نہیں کیا، جیسا کہ درمختار میں ہے۔

شرطها حضورہ للا تصح علی غائب (درمختار)
جنازے کا حاضر ہونا شرط ہے لہذا غائب پر (نماز پڑھنا) صحیح نہیں ہے۔

اسی طرح فتاویٰ خلاصہ میں یوں تصریح فرمائی گئی ہے۔

لا یصلی علی میت غائب عندنا ہمارے نزدیک کسی غائب میت پر نماز نہ پڑھی جائے۔

چنانچہ امام احمد رضا خاں بزدی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ بالا دونوں امور کو فقہ

حنفی کی ۸۶ معتبر کتابوں کی ۲۳۰ عبارتوں سے روز روشن کی طرح واضح کیا ہے — آگے آپ نے مسلمانوں کو اس عظیم الشان حقیقت کی جانب متوجہ کرنے کی کوشش فرمائی ہے کہ حضور پر نور، شافع یوم الشور، بالمومنین رؤف الرحیم علیہ و علی آلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو مسلمانوں کی نماز جنازہ پڑھانے کا حد درجہ خیال تھا۔ اگر کسی وقت رات کے اندھیرے یا سردی یا دوپہر کی گرمی یا حضور کے آرام فرمانے کی وجہ سے حضور کو اطلاع نہ دی اور خود نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے۔

ایسا نہ کیا کرو، مجھے اپنے جنازوں کے لئے بلا لیا کرو

لا تفعلوا ادعونی لجنازکم

مذکورہ حدیث کو ابن ماجہ نے حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے — بلکہ وجہ بیان کرتے ہوئے رحمتِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے۔

ایسا نہ کیا کرو بلکہ جب میں تمہارے درمیان تشریف فرما ہوں تو ہرگز تم میں کوئی نہ مرے جس کی اطلاع مجھے نہ کیا کرو کیونکہ اس پر میرا نماز پڑھنا موجب رحمت ہے۔

لا تفعلوا لا يموتن لیکم میت ما کنت
بن اظہرکم الا اذ نتمونی بہ فان
صلوتی علیہم رحمتہ۔

اسے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (الموتوفی ۲۴۱ھ/۸۵۵ء) نے اپنی مسند احمد میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے نیز دوسری حدیث میں ابن حبان اور حاکم نے بھی اسے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے — ایک اور حدیث میں حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ نورانی ارشاد بھی فرمایا ہے۔

بے شک یہ قبریں اپنے ساکنوں پر تاریکی سے بھری ہوئی ہیں اور بے شک میں ان پر نماز پڑھ کر انہیں روشن فرمادیتا ہوں۔

ان هذه القبور مملوءة علی اهلها ظلمتہ
وانی انورھا بصلاتی علیہم۔

اسے صحیح مسلم اور ابن حبان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ قرآن جائیں اس آقا کی اس شفقت اور ذرہ نوازی پر۔ پھر کیوں نہ فرط

ادب و احرام سے کہتے کہ و صلی اللہ تعالیٰ و بارک وسلم علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ
قلہ نورہ و جمالہ و جاہلہ و جلالہ و وجودہ و نوالہ و نعمہ و افضالہ۔

ایک طرف سرور کون و مکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس شفقت پر نظر
رکھئے اور پھر دوسری طرف دیکھئے کہ آپ کے زمانہ اقدس میں سینکڑوں صحابہ کرام
رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دوسرے مقامات پر وفات پائی لیکن کسی ایک بھی صحیح حدیث
سے واضح طور پر یہ ثابت نہیں کہ آپ نے ان میں سے عائبانہ طور پر کسی کے
جنازے کی نماز پڑھی ہو۔ جائے غور ہے کہ کیا وہ حضرات آپ کی رحمت کے محتاج
نہیں تھے؟ کیا رحمتہ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ان پر شفقت نہیں تھی؟
کیوں نہیں! یقیناً وہ بھی ساری کائنات کی طرح محبوب پروردگار کی رحمت کے محتاج
تھے اور رحمت دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ان پر شفقت دیکھئے تو یقیناً محسوس ہو
گا کہ وہ حضرات بھی آپ کے جگر پارے اور بہت ہی پیارے تھے۔

اس طرز عمل سے صاف اور صریح طور پر ثابت ہو رہا ہے کہ آپ کا ان
حضرات کی نماز جنازہ نہ پڑھنا اسی وجہ سے تھا کہ عائب جنازے پر آپ کے نزدیک
نماز درست نہیں تھی۔ حضور والا! ان حضرات سے آپ کو محبت بھی خوب تھی اور
نماز پڑھنے میں رکاوٹ بھی کوئی نہیں تھی، اس کے باوجود پوری ظاہری حیات میں آپ
نے کسی ایک جگر پارے کی بھی عائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ جس کام سے آپ نے
ساری عمر اجتناب کیا، وہ کام مشروع نہیں بلکہ غیر شرعی ہوا۔ ایسے کام کو جو بھی امتی
کرے گا وہ ثواب نہیں پائے گا بلکہ گناہ کمائے گا کیونکہ ثواب تو نبی کی پیروی میں ہے
نہ کہ اپنے نبی کی مخالفت کرنے میں۔ اسی لئے تو اہل ایمان کہتے ہیں:-

- تاقیامت زندہ و پائندہ ہیں تیرے اصول

اے خدا کے آخری اور لاڈلے پیارے رسول

احادیث مطہرہ کے اندر دوسرے شہر کی میت پر نماز جنازہ کا ذکر تین واقعات سے
متعلق پایا جاتا ہے یعنی:- (۱) واقعہ نجاشی (۲) واقعہ معاویہ پیشی (۳) واقعہ امرائے موتہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ تینوں واقعات کو لیجئے تو اول و دوم بلکہ سوم کا بھی
جنازہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے حاضر تھا لہذا یہ عائب پر نہیں

بلکہ حاضر پر نماز ہوئی، لہذا اب بھی اگر کوئی شخص ایسا ہے کہ میت خواہ سینکڑوں میل کے فاصلے پر ہو لیکن خدائے ذوالمنن اس کے لئے موجود کر دے، اس کے سامنے پہنچا دے تو وہ آج بھی جنازے کی نماز پڑھا دے کیونکہ اگرچہ مقتدیوں کے لئے نہیں لیکن جنازہ اس کے لئے عاقب نہیں بلکہ سامنے حاضر و موجود ہے۔ اگر یہ بات نہیں تو عاقب پر پڑھانے کی اجازت نہیں ہے۔

معلوم ہونا چاہئے کہ ان تینوں میں سے اولاً تو دوسرے اور تیسرے واقعے کی سند صحیح نہیں ہے۔ ثانیاً لفظ صلوة کا وارد ہونا ضروری نہیں کہ نماز کے معنی میں ہو۔ ان دونوں باتوں کی تفصیل بعونہ تعالیٰ ابھی آتی ہے۔ فرض کر لیجئے کہ مذکورہ تینوں مواقع پر حضور نے عائشانہ نماز جنازہ پڑھی تو اب اس بات پر غور کرنا ہو گا کہ حضور کو تو اپنے ہر صحابی سے بے حد پیار تھا اور ہر فوت ہونے والے پر نماز پڑھنے کا بہت ہی اہتمام تھا کیونکہ آپ کی نماز ان کے لئے موجب رحمت بھی تھی اور نماز پڑھ کر آپ ان کی قبروں کو منور اور روشن فرما دیا کرتے تھے۔ لیکن ان دو چار حضرات کی نماز جنازہ پڑھ کر انہیں تو نوازا اور باقی سینکڑوں صحابہ کرام جو دیگر مقامات پر فوت ہوئے ان کی نماز جنازہ نہ پڑھی تو انہیں کیوں محروم رکھا گیا؟

ہمارے مہربان آقا کو تو اپنے غلاموں کے جنازے کی نماز کا بڑا اہتمام اور خیال تھا۔ غور کیجئے کیا اہتمام اسی کو کہا جاتا ہے کہ دو چار پر پڑھیں اور صدہا کو نظر انداز کر دیں۔۔۔ حضور نے تو خود فرمایا تھا کہ میری نماز تمہارے لئے موجب رحمت ہے۔ میں اپنی نماز سے تمہاری قبروں کو منور کرتا ہوں۔۔۔ دریں حالات یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ آپ دو چار کی نماز جنازہ پڑھتے اور سینکڑوں کو محروم رکھتے۔ کیا حضور کو ان سے محبت نہ تھی؟ کیا انہیں آپ کی رحمت کی ضرورت نہیں تھی؟ کیا ان کی قبروں کو منور کرنے کی ضرورت نہیں تھی؟۔۔۔

بات درحقیقت یہ ہے کہ حضور کو تو سب سے محبت تھی۔ سارے ہی آپ کی رحمت کے محتاج تھے اور سب کی قبروں کو منور کرنے کی ضرورت تھی لیکن عائشانہ کسی پر نماز پڑھنا مشروع ہی نہیں۔ جب یہ جائز ہی نہیں تو آپ کیوں پڑھتے۔ لہذا آپ نے اپنی پوری حیات طیبہ ظاہری میں کسی ایک فرد کی بھی نماز جنازہ عائشانہ نہیں

پڑھی اور جو نجاشی اسمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شاہ حبشہ کی نماز جنازہ پڑھی وہ غائبانہ نہیں تھی بلکہ نجاشی کی میت آپ کے سامنے موجود تھی جس کا بیان ابھی آتا ہے۔

انصاف پسند حضرات ذرا بنرمعونہ کے الم ناک واقعے پر غور کریں کہ مدینہ طیبہ کے ستر جگرپاروں، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاص پیاروں، صحابہ کرام میں سے جلیل القدر قاریوں اور عالموں کو کفار نے دھوکے سے شہید کر دیا۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اور آپ کے تمام ساتھیوں کو اس کا سخت صدمہ پہنچا اور شدید رنج و غم ہوا۔ یہاں تک کہ آپ نے پورے ایک مہینے تک نمازوں کے اندر ان کفار پر لعنت فرمائی لیکن یہ ہرگز منقول نہیں کہ آپ نے ان پیارے محبوبوں پر غائبانہ نماز جنازہ پڑھی ہو۔ نہ پڑھنے کی وجہ وہی عدم جواز ہے کہ غائبانہ نماز جنازہ سرے سے جائز ہی نہیں ہے۔ — قارئین کرام اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نماز پڑھنے کے مذکورہ تینوں واقعات کا فیصلہ ملاحظہ فرمائیں۔

پہلا واقعہ : شاہ حبشہ نجاشی اسمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جب حبشہ میں وصال ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں صحابہ کرام کو خبر دی کہ تمہارا دینی بھائی نجاشی فوت ہو گیا ہے۔ چنانچہ سب جنازہ گاہ (مصلى) میں گئے، صفیں باندھیں اور چار کعبیروں کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی۔ اسے شرح السنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور بخاری و مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

میں دوسری یا تیسری صف میں تھا

كنت في الصف الثاني او الثالث

اسی کے متعلق صحیح ابن حبان میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:-

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا بھائی نجاشی وفات پا گیا ہے لہذا کھڑے ہو جاؤ اور اس پر نماز پڑھو۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہوئے۔ صحابہ نے آپ کے پیچھے صفیں باندھیں۔ حضور نے چار کعبیروں کہیں۔ صحابہ کو یہی گمان تھا کہ ان کا جنازہ حضور کے سامنے موجود ہے۔

ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال ان اخاكم النجاشي توفي فتوموا صلوا عليه فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم و صلوا خلفه فكبر اربعا و هم لا يظنون الا ان جنازته بين يديه

صحیح ابو عوانہ کے اندر حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہی روایت موجود ہے اور اس میں بھی انہوں نے تمام صحابہ کرام کا یہی نظریہ یوں بیان فرمایا ہے۔
 فصلنا خلفہ و نحن لانری الا ان
 ہم نے حضور کے پیچھے نماز پڑھی اور ہمارا
 اعتقاد یہی تھا کہ جنازہ ہمارے سامنے موجود
 الجنازة قد امننا۔
 ہے۔

دونوں طرح یہ روایت بالکل صحیح ہے اور اس سے اس مرسل حدیث کو تقویت پہنچتی ہے جس کو امام واحدی نے اسباب نزول قرآن میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ذکر کیا اور جس کے اندر انہوں نے فرمایا ہے۔

کشف للنبی صلی اللہ علیہ وسلم عن
 نباشی کا جنازہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم کے لئے ظاہر کر دیا گیا تھا۔ آپ نے
 اسے دیکھا اور اس پر نماز پڑھی۔
 سردا النجاشی حتی راہ و صلی علیہ۔

نجاشی کا انتقال دارا کفر میں ہوا تھا۔ وہاں ان کی نماز جنازہ نہیں ہوئی تھی کیونکہ وہاں کوئی نماز جنازہ پڑھنے والا تھا ہی نہیں۔ لہذا ان کی نماز جنازہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں پڑھی۔ حضور کی ساری ظاہری حیات مقدسہ میں اس طرح نماز پڑھنے کا صرف یہی ایک واقعہ پیش آیا ہے لہذا اسے حضور کے خصائص میں شمار کیا گیا ہے۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ بعض لوگوں کو نجاشی کے مسلمان ہونے میں شک تھا کیونکہ انہوں نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان نہیں کیا تھا حتیٰ کہ اس نماز کے بعد بھی ایک منافق نے کہہ دیا تھا کہ حضور نے ایک کافر پر نماز پڑھی ہے۔ لہذا اس نماز سے نجاشی کے اسلام کی اشاعت بھی مقصود تھی۔

اس جگہ غیر مقلد حضرات کے بھوپالی امام یعنی نواب صدیق حسن خاں بھوپالی (متوفی ۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء) نے عون الباری کے اندر حدیث نجاشی کے بارے میں کہا ہے۔ ”اس سے ثابت ہوا کہ غائب پر نماز جائز ہے اگرچہ جنازہ غیر جنت قبلہ میں ہو اور نمازی قبلہ رو“ — امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ اس اجتہاد کے مدعی نے اپنی شدید جمالت کا ثبوت پیش کیا ہے کیونکہ نجاشی کا جنازہ حبشہ میں تھا اور مدینہ منورہ سے حبشہ جنوب ہی کی جانب ہے جبکہ مدینہ طیبہ کا قبلہ

جانب جنوب ہی تو ہے۔ لہذا جنازہ غیر جنت قبلہ میں کب ہوا؟

نجاشی کا جنازہ تو حبشہ میں جانب قبلہ ہی تھا لیکن مجتہد بننے والے بھوپالی امام نے اپنی جمالت کا تماشا دکھانا تھا کہ دعویٰ تو اتنا اونچا اور سمت قبلہ تک سے بے خبر۔ غیر مقلدین حضرات آج بھی جا کر دیکھ لیں کہ مدینہ منورہ سے حبشہ کس جانب ہے یا یہیں بیٹھے نقشہ دیکھ لیں اور اپنے اونچے پائے کے امام مجتہد کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کر دیں۔ مجتہد صاحب نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق دعویٰ کیا کہ آپ نے یہ نماز غیر سمت قبلہ کو پڑھی تھی۔ یہ ان کی دوسری جمالت ہے کیونکہ طبرانی نے حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ نماز حبشہ کی جانب منہ کر کے پڑھی تھی۔ یہ قبلہ رو ہوئی یا غیر قبلہ رو؟

دیکھو تو دل فریبی انداز نقش پا
موج خرام یار بھی کیا گل کتر گئی

دوسرا واقعہ : حدیث کے اندر دوسرا واقعہ یوں مذکور ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تبوک کے مقام پر ہیں اور لشکر اسلام کو لے کر گئے ہوئے ہیں۔ ادھر مدینہ طیبہ میں حضرت معاویہ بن معاویہ منی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو جاتا ہے۔ یہ خبر آپ تک پہنچتی ہے تو تبوک کے مقام پر غائبانہ طور پر نماز جنازہ ادا فرمائی۔ اسے طبرانی نے معجم اوسط میں اور شامین میں حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ بطریق نوح اس کی سند یوں ہے۔ نوح بن عمرو السکسی ثابقیہ ابن الولید عن محمد بن زیاد الهانی عن ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اس حدیث کو عقیلی، ابن حبان، بیہقی، ابو عمر، ابن عبدالبر، ابن الجوزی، نودی، ذہبی اور ابن اللہام وغیرہ آئمہ حدیث نے ضعیف بتایا ہے۔ اس کی سند میں بقیہ بن ولید مدلس ہے کیونکہ اس نے معنیہ کیا ہے یعنی محمد بن زیاد سے اپنا سنا بیان نہیں کیا ہے بلکہ یوں کہا ہے کہ ابن زیاد سے روایت ہے۔ اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ابن زیاد سے روایت کرنے والا کون ہے؟ ذہبی نے کہا کہ یہ حدیث مکر ہے۔ نیز اس کی سند میں نوح بن عمرو ہے۔ اسے ابن حبان نے حدیث کا چور بتایا ہے یعنی یہ ایک

سخت ضعیف فخص ہے جو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کرتا تھا۔ اس نے اس سے چرا کر بقیہ کے سر باندھ دی۔ ذہبی نے نوح کے ترجمہ میں کہا ہے کہ ابن حبان نے فرمایا: کہتے ہیں کہ اس نے یہ حدیث چرائی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت طبقات ابن سعد میں دو طریق سے ہے جبکہ ایک طریق میں محبوب بن ہلال مزنی بھی ہے — ذہبی نے کہا کہ یہ حدیث مجہول ہے اور اس کی یہ حدیث منکر ہے — دوسرے طریق میں علاء بن یزید ثقفی ہے۔ اس کے بارے میں محدثین کرام کی آراء ملاحظہ ہوں۔

○ امام نووی نے خلاصہ میں فرمایا کہ اس کے ضعیف ہونے پر تمام محدثین کا اتفاق ہے۔

○ امام بخاری، ابن عدی اور ابو حاتم نے کہا کہ وہ منکر الحدیث ہے۔

○ ابو حاتم اور دار قطنی نے کہا کہ متروک الحدیث ہے۔

○ امام بخاری کے استاد امام علی بن مدینی نے کہا کہ وہ دل سے حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔

○ ابن حبان نے کہا کہ یہ حدیث بھی اسی کی گھڑی ہوئی ہے۔ اس سے چرا کر ایک شامی نے بقیہ سے روایت کی جیسا کہ المیران میں اس کے متعلق مذکور ہے۔

○ ابوالولید طرابلسی نے کہا ہے کہ علاء کذاب تھا۔

○ عقیلی نے کہا ہے کہ علاء کے سوا جس جس نے بھی یہ حدیث روایت کی ہے وہ سارے ہی علاء جیسے ہوں گے یا اس سے بھی بدتر، جیسا کہ العطل المستاہیہ میں ذکر کیا ہے۔

○ ابو عمر بن عبدالبر نے کہا کہ اس حدیث کی سب سندیں ضعیف ہیں اور احکام کے بارے میں یہ حدیث قطعاً حجت نہیں ہے۔ نیز فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم کہ صحابہ کرام میں سے معاویہ بن معاویہ کسی صحابی کا نام ہو۔ جیسا کہ انہوں نے الاستیعاب میں کہا ہے اور اصابہ میں ان سے یہ بات نقل کی گئی ہے۔

○ اسی طرح ابن حبان نے کہا ہے کہ مجھے نہیں معلوم کہ صحابہ کرام میں سے کسی کا یہ نام ہو، جیسا کہ المیران میں ہے۔

ایک مغالطے کا ازالہ : وہابیہ کے اونچی چوٹی کے امام اور مجتہد بننے والے قاضی شوکانی صاحب (المتوفی ۱۲۵۵ھ/۱۸۳۹ء) نے نیل الاوطار کے اندر اس سلسلے میں عجیب تماشا دکھایا ہے کہ پہلے تو استیعاب سے یہ بات نقل کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہ لیشی کی نماز جنازہ پڑھی۔ پھر کہا کہ استیعاب میں اسی قصے کی مثل معاویہ بن مقرن کے حق میں حضرت ابو امامہ سے روایت کی گئی ہے۔ پھر کہا ہے کہ نیز اسی کے مثل حضرت انس سے معاویہ بن معاویہ مزنی کے حق میں روایت آئی ہے۔ ان تینوں کو نقل کر کے قاضی شوکانی صاحب نے یہ بات ذہنوں میں بٹھانے کی کوشش کی ہے کہ گویا یہ ملتے جلتے ناموں والے تین صحابی تھے جن کی حضور نے الگ الگ ان کی وفات پر عائشانہ نماز جنازہ پڑھائی۔

دنیاۓ اسلام کے مایہ ناز محدث یعنی امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے ان لفظوں کو نقل کر کے فرمایا کہ یہ قاضی صاحب کی جہالت ہے یا تجاہل کیونکہ وہ تین نہیں بلکہ ایک ہی صحابی ہیں جن کا نام تو معاویہ ہے لیکن ان کے نسب و نسبت کے بارے میں راویوں سے اضطراب واقع ہو گیا کہ کسی نے لیشی کہا، کسی نے معاویہ بن معاویہ اور کسی نے معاویہ بن مقرن کہا۔

ابو عمر نے معاویہ بن مقرن مزنی کو ترجیح دی کیونکہ صحابہ کرام میں معاویہ بن معاویہ کوئی فرد معلوم نہیں — حافظ نے اصابہ میں معاویہ بن معاویہ مزنی کو ترجیح دی اور لیشی کہنے کو علاء ثقفی کی خطا بتایا اور انہوں نے معاویہ بن مقرن ایک اور صحابی کو مانا ہے جن کے متعلق یہ روایت نہیں ہے۔ بہر حال صاحب قصہ ایک ہی شخص ہیں اور شوکانی صاحب کو تثلیث کا جو وہم ہوا وہ محض باطل ہے۔ چنانچہ ابن الاثیر نے اسد الغابہ میں فرمایا ہے: ”معاویہ بن معاویہ مزنی و يقال لیشی و يقال معاویہ بن مقرن المزنی۔ قال ابو عمر هو اولی بالصواب“ — یعنی معاویہ بن معاویہ مزنی اور کوئی کہتا ہے اور معاویہ بن مقرن مزنی ابو عمر نے کہا کہ لیشی صواب سے نزدیک تر ہے۔ پھر حدیث انس کے طریق اول سے پہلے طور پر نام ذکر کیا اور طریق دوم سے

دوسرے طور پر اور حدیث ابوامامہ سے تیسرے طور پر — ان حضرات کی دین دشمنی اور عنبر آزمائی کے پیش نظر مقدس اسلام کہتا ہو گا۔

کسی کے دست و بازو کو نظر شاید نہ لگ جائے

کو تم میرے زخموں کا شمار آہستہ آہستہ

اس واقعے کا دوسرا پہلو : فرض کر لیجئے کہ یہ حدیث اپنے کسی طریق سے ضعیف نہ رہے یا بفرض غلط یہ حدیث صحیح ہی سہی تو آخر اس سے کیا ہو جائے گا؟ یہی تو ثابت ہو گا کہ حضور نے ان کے جنازے کی نماز پڑھی لیکن اس حدیث کے اندر یہ تصریح بھی تو موجود ہے کہ جنازہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیش نظر انور کر دیا گیا تھا۔ اس صورت میں نماز جنازہ آپ نے حاضر پر پڑھی تھی نہ کہ غائب پر۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے الفاظ طبرانی شریف میں یوں ہیں۔ حضرت جبریل امین علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! معاویہ بن معاویہ کا مدینہ منورہ میں انتقال ہو گیا ہے اور آپ کو اپنا ہر صحابی عزیز اور آپ ان کے فائدے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں تو۔

کیا حضور پسند فرماتے ہیں کہ میں آپ کے لئے زمین لپیٹ دوں تاکہ حضور ان پر نماز پڑھ لیں۔ فرمایا ہاں۔ جبریل نے زمین پر اپنا پر مارا تو جنازہ حضور کے سامنے ہو گیا اور آپ نے اس پر نماز پڑھی۔ فرشتوں کی دو صفیں آپ کے پیچھے تھیں اور ہر صف میں ستر ہزار فرشتے تھے۔

اتحب ان اطوی لک الارض لتصلی
علیہ قال نعم لضرب جناحہ علی
الارض لرفع لہ سریرہ لصلی علیہ و
خلفہ صلبان من الملئکتہ کل صف
سبعون الف ملکہ (طبرانی شریف)

ابو احمد حاکم کے یہاں اس حدیث کے الفاظ یوں ہیں۔

جبریل نے اپنا داہنا پر پہاڑوں پر رکھا تو وہ جھک گئے، بائیں زمینوں پر رکھا تو وہ پست ہو گئیں یہاں تک کہ ہمیں مکہ اور مدینہ نظر آنے لگے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت جبریل علیہ السلام اور فرشتوں نے ان پر نماز پڑھی۔

و فع جناحہ الایمن علی الجبال
لتوافعت و وقع جناحہ الایسر علی
الارضین لتوافعت حتی نظرنا الی مکئہ
و الملئتہ لصلی علیہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم و جبریل والملئکتہ

اسی کے متعلق حدیث انس بطریق محبوب کے لفظ یوں ہیں کہ حضرت جبریل علیہ

السلام بارگاہ رسالت میں عرض گزار ہوئے کہ کیا حضور ان پر نماز پڑھنا چاہتے ہیں؟
فرمایا۔ ہاں۔

پس جبرئیل نے زمین پر اپنا پر مارا تو کوئی درخت اور ٹیلہ ایسا نہ رہا جو پست نہ ہو گیا اور ان کا جنازہ حضور کے سامنے بلند کیا گیا یہاں تک کہ پیش نظر ہو گیا تو آپ نے ان پر نماز پڑھی۔

فَضْرِبْ بِجَنَاحِ الْاَرْضِ فَلَئِمَّ شَجَرَهُ
وَلَا اَكْتَمَهُ اِلَّا تَضَعُضَتْ وَرَفَعَهُ
سَرِيرُهُ حَتَّى نَظَرَ اِلَيْهِ لَصَلَّى عَلَيْهِ۔

مذکورہ بالا حدیث میں وارد گفتگو سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ جنازہ سامنے ہونے کی ضرورت تھی اس لئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام بارگاہ رسالت میں عرض گزار ہوئے کہ حضور اگر ان پر نماز پڑھنا چاہیں تو میں زمین کو لپیٹ دوں؟ مسئلہ تو اسی سے صاف ہو گیا کہ نماز جنازہ کے لئے میت کا امام کے سامنے ہونا ضروری ہے۔ غور کیجئے کہ اگر یہ نماز پڑھی تو غائب پر پڑھی یا حاضر پر؟ اس ضعیف اور دور از کار روایت کو عائبانہ نماز جنازہ کی دلیل بتانا تعجب خیز بات ہے۔

تیسرا واقعہ : جنگ موتہ کے پہ سالاروں کی شہادت کے واقعے کو واقدی نے مغازی میں دو طریق سے روایت کیا ہے۔ ایک طریق عاصم بن عمر بن قتادہ کا اور دوسرا عبداللہ بن ابوبکر کا۔ اب اس روایت کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

جب مقام موتہ میں لڑائی شروع ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے حضور کے لئے پردے اٹھا دیئے کہ ملک شام اور وہ معرکہ حضور دیکھ رہے تھے۔ اتنے میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زید بن حارثہ نے جھنڈا اٹھا لیا ہے اور لڑتے رہے، یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ حضور نے اپنی صلوة اور دعا سے انہیں مشرف کیا اور صحابہ سے فرمایا کہ ان کے لئے استغفار کرو۔ بے شک وہ دوڑتے ہوئے

لَمَّا اتَّقَى النَّاسُ بِمَوْتِهِ حَلَبَسَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمَنْبَرِ وَ
كَشَفَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الشَّامِ فَهُوَ يَنْظُرُ
إِلَى مَعْرَكَتِهِمْ فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اخْتَلَا الرِّايَةَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ فَمَضَى
حَتَّى اسْتَشْهَدُوا وَ صَلَّى عَلَيْهِ وَ دَعَا لَهُ
وَ قَالَ اسْتَغْفِرُوا لَهُ وَ قَدْ دَخَلَ الْجَنَّةَ
وَ هُوَ يَسْعَى ثُمَّ اخَذَ الرِّايَةَ جَعْفَرُ بْنُ
أَبِي طَالِبٍ فَمَضَى حَتَّى اسْتَشْهَدَ لَصَلَّى

جنت میں داخل ہوئے۔ پھر حضور نے فرمایا کہ جعفر بن ابوطالب نے جعزہ اٹھا لیا ہے۔ وہ لڑتے رہے، یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ حضور نے انہیں بھی اپنی صلوة و دعا سے شرف بخشا اور صحابہ سے ارشاد ہوا کہ ان کے لئے استغفار کرو۔ وہ جنت میں داخل ہوئے اور جہاں چاہتے ہیں اپنے دونوں پروں سے اڑے پھرتے ہیں۔

عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم و
دعا له و قال استغفر و الله و قد دخل
الجنة، فهو يطير فيها بجناحين حيث
شاء

اس حدیث پر دنیائے اسلام کے مایہ ناز فقیہ اعظم و محدث اعظم یعنی امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے گفتگو فرمائی ہے جو بھی انصاف پسند صاحب علم اسے دیکھے گا تو وہ اعلیٰ حضرت کے حضور فرط عقیدت سے سر جھکائے بغیر رہ نہیں سکے گا اور یہ کہے بغیر نہیں رہے گا کہ چودھویں صدی کے اس مجدد برحق کی ایسی تحقیقات کو اگر امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ دیکھتے تو یقیناً ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں اور وہ امام احمد رضا کو اپنے اصحاب کے زمرے میں شامل فرما لیتے۔ خوش نصیب ہیں وہ حضرات جو حق و صداقت کے اس نشان اور سرمایہ ملت کے ایسے نگہبان کے دامن سے وابستہ ہیں۔ قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں کہ امام احمد رضا نے اس حدیث کے بارے میں کیا فرمایا ہے۔

اولاً : آپ نے فرمایا کہ یہ حدیث دونوں طریق سے مرسل ہے کیونکہ عاصم بن عمر اوساط تابعین سے ہیں۔ یہ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی کے پوتے ہیں۔ رہے عبداللہ بن ابوبکر تو ان کا نسب نامہ یہ ہے۔ عبداللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم — یہ صفار تابعین سے ہیں اور یہ حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی کے پڑپوتے ہیں۔

ثانیاً : اس حدیث کو روایت کرنے والے واقدی ہیں۔ واقدی کو محدثین حضرات نے کب قابل اعتماد مانا ہے؟ یہاں تک کہ ذہبی نے ان کے متروک ہونے پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے۔

ثالثاً : عبداللہ بن ابوبکر سے روایت کرنے والا واقدی کا شیخ یعنی عبدالجبار بن

عمارہ ہے، تو نہ مہول ہے جیسا کہ المیران میں ہے۔ لہذا یہ حدیث مرسل نامعتبر ہے۔

رابعاً : خود اسی روایت میں صاف تصریح موجود ہے کہ پردے اٹھائے گئے تھے۔ معرکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیش نظر تھا۔ پھر غائب کا تو نام و نشان بھی نہ رہا کیونکہ سب کچھ تو نگاہوں کے سامنے ہو رہا تھا اور آپ نے بھی جو کچھ کیا انہیں دیکھتے ہوئے کیا نہ کہ غائبانہ۔

خامساً : اس حدیث میں فصلی علیہ وارد ہوا ہے۔ اس بات کی کیا دلیل ہے کہ یہاں صلوة کے لفظ سے نماز مراد ہو بلکہ یہاں اس کا معنی درود ہے اور آگے جو دعاء وارد ہے وہ عطف تفسیری نہیں بلکہ تعمیم بعد تخصیص ہے اور روایت کے الفاظ سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت منبر اطہر پر جلوہ افروز تھے۔ منبر انور دیوار قبلہ کے پاس تھا تو ہوا یہی ہو گا کہ کعبہ کی طرف پشت اور رخ انور حاضرین کی طرف تھا۔ اس روایت میں منبر سے اتر کر نماز کے لئے کسی جگہ تشریف لے جانے کا کہیں ذکر نہیں۔ نیز روایت نجاشی کے برخلاف اس میں صحابہ کرام کے نماز پڑھنے کا کوئی ذکر نہیں اور حضور نے بھی ان سے نماز جنازہ پڑھنے کے لئے فرمایا ہی نہیں۔ اگر بقول ان مدعیان جدید کے حضور نے یہ نماز پڑھی تھی تو صحابہ کرم کو اس نماز میں شریک نہ کرنے کی کیا وجہ تھی؟

اس جنگ میں تیسری شہادت حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پائی کیونکہ تیسرے پہ سالار لشکر وہی مقرر ہوئے تھے۔ اس روایت میں ان پر صلوة کا ذکر نہیں ہے۔ اگر حضور نے نماز پڑھی ہوتی تو ان پر بھی پڑھی جاتی لیکن روایت میں ان کے متعلق فصلی علیہ بھی نہیں ہے۔ ہاں ان دنوں حضرات کو ایک خصوصیت حاصل ہوئی جس کے باعث وہ فصلی علیہ کے مستحق ٹھہرے اور یہ یعنی حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کا استحقاق حاصل نہ ہو سکا، جیسا کہ اس روایت میں ان کے متعلق فصلی علیہ وارد نہیں ہوا کیونکہ جنت میں ان کو منہ پھیرے ہوئے پایا گیا کہ ان سے تھوڑا سا اعراض (منہ موڑنا) واقع ہو گیا تھا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

ساوسا" : ان حضرات کی نماز جنازہ نہ ہونے کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ وہ
 جن حضرات شہدائے معرکہ ہیں جبکہ غائبانہ نماز جنازہ کو جائز ٹھہرانے والے حضرات
 خود بھی شہدائے معرکہ پر سرے سے نماز جنازہ مانتے ہی نہیں تو اس بات پر فریقین کا
 اتفاق ثابت ہو گیا کہ ان بزرگوں کے جنازے کی نماز سرے سے پڑھی ہی نہیں گئی
 اور لازم آیا کہ یہاں صلوة سے مراد دعا ہے جیسے خود شافعی محدثین میں سے امام
 شرف الدین نووی، امام احمد قسطلانی اور خام الحفاظ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ
 اللہ تعالیٰ علیہم نے شہدائے احد کی قبروں پر صلوة پڑھنے کے ذکر کے متعلق فرمایا کہ
 یہاں صلوة سے دعا مراد ہونے پر اہل علم کا اجماع ہے۔ حالانکہ شہدائے احد پر صلوة
 والی روایت میں "صل علی اہل احد صلوة علی المیت" اور اس روایت متعلقہ
 معرکہ موتہ کے شہداء میں ایسے الفاظ نہیں بلکہ صرف فصلی علیہ ہے۔ یوں تو اس میں
 نماز کا وہم بھی نہیں کیا جاسکتا۔

عجیب تماشا : وہابیہ کے ایک اونچی چوٹی کے عالم اور محقق و مجتہد کہلانے والے
 یعنی قاضی شوکانی صاحب (المتوفی ۱۲۵۵ھ/۱۸۳۹ء) نے نیل الاوطار میں اپنی وسیع و
 عریض علیت کی پٹاری یوں کھول کر دکھائی ہے: — "لفظ صلوة کا نماز کے معنی میں
 ہونا حقیقت شرعیہ ہے اور بغیر کسی دلیل کے حقیقت سے پھرنا جائز نہیں۔" —
 چودھویں صدی کے مجدد برحق اور دنیائے اسلام کے فقیہ اعظم، امام احمد رضا خاں
 بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی شوکانی صاحب کی اس تحقیق پر علمی گرفت کرتے
 ہوئے فرمایا ہے:۔

اولاً : ان مجتہد بننے والے صاحب کو اتنی بھی خبر نہیں کہ لفظ صلوة کی حقیقت
 شرعیہ نماز معنی ارکان مخصوصہ ہے اور یہ معنی خود نماز جنازہ میں موجود ہی نہیں ہیں
 کیونکہ اس میں نہ رکوع ہے نہ سجود اور نہ قرأت ہے نہ قعود۔ اسی لئے علمائے کرام
 نے فرمایا ہے کہ نماز جنازہ صلوة مطلقاً نہیں ہے بلکہ تحقیق یہ ہے کہ وہ دعائے مطلق
 اور صلوة مطلقہ یعنی نماز کے درمیان میں برزخ ہے کیونکہ بعض باتوں کے لحاظ سے
 صرف دعا نظر آتی ہے اور بعض باتوں کے لحاظ سے نماز معلوم ہوتی ہے۔ اس کا

معاملہ کچھ شتر مرغ جیسا ہے کہ شکل و صورت کو دیکھتے تو اونٹ معلوم ہوتا ہے اور پروں پر نظر جائے تو مرغ محسوس ہوتا ہے۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ (المتمنی ۵۲۵۶/۶۸۶۹) نے صحیح بخاری میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ امام بدرالدین محمود عینی رحمۃ اللہ علیہ (المتمنی ۵۸۵۵/۶۱۳۵۱) نے اپنی عمدۃ القاری شرح بخاری میں فرمایا کہ نماز جنازہ کو مجازی طور پر نماز کہا جاتا ہے۔

ثانیاً : لفظ صلوة کے ساتھ جب لفظ علی فلان مذکور ہو تو وہاں لفظ صلوة سے حقیقت شرعیہ ہرگز مراد نہیں ہوتی اور نہ ہو سکتی ہے۔ مثال کے طور پر ملاحظہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

يا ايها الذين امنوا صلوا عليه وسلموا تسليماً (۵۶:۳۳) اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

اللهم صل وسلم وبارك عليه وعلیٰ اہل و صحبہ كما تحب وترضیٰ — نیز اللہ رب العزت نے یہ بھی فرمایا ہے:-

و صل عليهم ان صلواتك سكن لهم (۱۰۳:۹) اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو، بے شک تمہاری دعا ان کے دنوں کا چین ہے۔

دونوں مقامات کو غور سے دیکھئے۔ دونوں جگہ صلوة کے بعد علیٰ فلان بھی ہے۔ کیا یہاں نماز مراد ہو سکتی ہے — اب دیکھئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آل ابو اونی کے لئے یوں دعا فرمائی تھی:-

اللهم صلی علیٰ الہی اونی اے اللہ! آل ابی اونی پر رحمت فرما

ان حضرات سے پوچھئے کہ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ اے اللہ! تو آل ابی اونی پر نماز پڑھ یا اس کا مفہوم یہ ہے کہ اے اللہ! تو آل ابی اونی کی نماز جنازہ پڑھ۔ غور کیجئے کہ صلوة علیہ کیا شریعت مطہرہ میں درود یا رحمت یا دعائے خیر کے معنی میں نہیں ہے؟ — لیکن کیا کیجئے جبکہ ان حضرات کا زاویہ نظر ہی کچھ اور ہے کیونکہ ان لوگوں کو تجاہل عارفانہ سے بہت پیار ہے۔ ان کے بھلے کی خاطر ہماری تو ان سے یہی التماس ہے:-

لو مانگ لو حق سے توفیق دیں مانگ لو
نور ایمان صدق یقین مانگ لو

ایک ستم ظریفی : مثل مشہور ہے کہ ڈوبتا ہوا تنکے کا سہارا لیتا ہے۔ بعض جعلی حنفیوں کو فقہ حنفی کے پورے ذخیرے سے جب ذرا سا بھی سہارا نہ ملا۔ ایک بھی دلیل ہاتھ نہ آئی تو غائبانہ نماز کا چسکا پورا کرنے کی غرض سے مدارج النبوة کی یہ عبارت پیش کرنے لگتے ہیں۔

آج کل حرمین شریفین میں یہ بات عام ہے کہ جب یہ خبر پہنچتی ہے کہ فلاں بزرگ کا مسلمانوں کے فلاں شہر میں انتقال ہو گیا تو شافعی حضرات اس پر نماز جنازہ پڑھتے ہیں اور حنفیوں میں سے بعض لوگ بھی ان کے ساتھ شریک ہو جاتے ہیں۔ قاضی علی بن جار اللہ جو اس فقیر کے استاد حدیث ہیں ان سے پوچھا گیا کہ جو حنفی ایسی نماز میں شریک ہوتے ہیں ان کے متعلق کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ دعا ہی تو کرتے ہیں لہذا کیا مضائقہ ہے۔

والان در حرمین شریفین متعارف است کہ چون خبر می رسد کہ فلاں مرد صالح در بلسمے از بلاد اسلام فوت کرده است شائعہ نماز بر منہ میکنند و بعضے حنفیہ با ایشان شریک می شوند۔ از قاضی علی بن جار اللہ کہ شیخ حدیث ابن فقیر بود پرسیدہ شد کہ حنفیہ چون شریک می شوند در گزاردن این نماز؟ گفت دعائے است کہ میکنند فلا باس بہ۔

امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تمام معتبر کتابوں اور مذہب حنفی کے تمام اماموں کے اجماع کے خلاف گیارہویں صدی کے ایک قاضی صاحب کی حکایت پیش کرتے ہوئے جعلی حنفیوں اور غائبانہ نماز جنازہ کے شائقین کو شرم آنی چاہئے تھی لیکن۔

من لم يجعل الله له نورا فما له من نور
اور جس کو اللہ نور نہ دے اس کے لئے
کہیں بھی نور نہیں۔

(۴۰:۲۴)

اولاً : امام محقق علی الاطلاق کمال الملت والدین ابن اللہام رحمۃ اللہ علیہ جن کے متعلق متاخرین تو رہے ایک طرف خود ان کے معاصرین بھی مرتبہ اجتهاد پر فائز ہونے کی شہادت دیتے تھے۔ ایسے جلیل القدر امام کی یہ حالت تھی کہ اگر مذہب کے

کسی مسئلہ کو نہ چاہتے تو ڈرتے ڈرتے صرف اتنا فرماتے۔

لو كان الى شيئي لقلت كذا

اگر مجھے کچھ اختیار ہوتا تو یوں کہتا

دیکھئے فتح القدر مسئلہ آئین اور کتاب الحج باب الجنایات و مسئلہ حلق وغیرہما — پھر جو بحث وہ کرتے اس کے متعلق دیگر علمائے کرام فرماتے کہ نہیں سنی جائے گی۔ اس پر عمل جائز نہیں ہے بلکہ مذہب ہی کا اتباع کیا جائے گا۔ اسی طرح ردالمحتار میں نواقض مسح الخف کے تحت امام ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ (المبتونی ۱۳۵۲ھ/ ۱۸۳۶ء) فرماتے ہیں:-

قد قال العلامة القاسم لاعبرة
بالجاث شیخنا یعنی ابن الہمام اذا
خالف النقول۔

علامہ قاسم نے فرمایا کہ ہمارے استاد امام
ابن الہمام کی بحثوں کا کوئی اعتبار نہیں ہو گا
جبکہ وہ مذہب کے مسئلہ منقولہ کے خلاف
ہوں۔

اسی مذکورہ ارشاد کی طرح ردالمحتار کے جنایات الحج میں ہے — نیز اس کے
باب نکاح الرقیق میں علامہ نور الدین علی مقدسی کا ارشاد منقول ہے:-

الکمال بلغ رتبته الاجتهاد و ان كان
البعث لا يقضى على المنصب

امام کمال الدین ابن الہمام رتبہ الاجتہاد کو
پہنچے ہوئے ہیں لیکن مذہب کی بحث پر غالب
نہیں آسکتے۔

پھر جس کو اجتہاد کی معمولی سی لیاقت بھی نہ ہو اس کی بات جملہ آئمہ مذہب کے
خلاف کہاں تک سنی جا سکتی ہے؟ — اسی طرح مطاوی کے باب العتد میں ہے:-

النص هو المتبع فلا يعدل على البحث
معہ

نقل ہی کا اتباع ہے تو مسئلہ منقول ہوتے
ہوئے بحث کا اعتبار نہیں ہو گا۔

ثانیاً : اب اس سے بھی بڑھ کر اصولی فیصلہ ملاحظہ ہو۔ صاف تصریح فرمائی گئی ہے
کہ مذہب منقول کے خلاف چند مشائخ مذہب کے قول پر بھی عمل نہیں کیا جائے گا۔
اعلیٰ حضرت نے اپنے فتاویٰ رضویہ میں اس کی بہت سی نقول ذکر کی ہیں — اس
کے متعلق جلی علی الدر باب صلوة الخوف میں ہے:-

اس پر عمل نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ قول
بعض کا ہے

لا يعمل به لان قول البعض

جب مذہب کے بعض مشائخ کے قول پر عمل نہیں کیا جا سکتا بلکہ اکثر کے قول پر
عمل کیا جائے گا تو ایک طرف سارے آئمہ مذہب ہوں اور دوسری ایک بھی نہ ہو تو
اس قول پر کیسے عمل کیا جا سکتا ہے۔ کیا جملہ آئمہ مذہب کے خلاف جانا مذہب کو
ٹھکرانا نہیں ہے؟

مثلاً : واضح نصوص کے تحت مسلمہ بات ہے کہ متون کے مقابلے پر شروع و
فتاویٰ پر اور شروع کے مقابل فتاویٰ پر عمل نہیں کیا جائے گا۔ امام احمد رضا خاں
بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس امر پر دلالت کرنے والے بزرگوں کے کتنے ہی
ارشادات اپنی کتاب فضل القضاء فی رسم الافاء میں درج کئے ہیں۔ چنانچہ علامہ
ابراہیم علی عیسیٰ در کے قول میں مذکور ہے۔
لا يعمل به لمخالفتہ لاطلاق
اس پر عمل نہیں ہو گا کہ جملہ متون کے
اطلاق کے خلاف ہے۔
سائر المتون۔

جب متون نہیں بلکہ متون کی عبارتوں کے اطلاق کا مخالف ناقابل عمل ہو گا تو جو
بات متون و شروع و فتاویٰ سب کے خلاف ہو اس پر کہاں تک عمل کیا جا سکتا ہے
اور شرعی لحاظ سے اسے کیا مقام دیا جا سکتا ہے؟

رابعاً : کچھ مقام کی بات تو تب پیدا ہو جب اس بحث کی کوئی حیثیت ہو۔ نماز
جنازہ نہ تو بالکل دعا کی طرح ہے کیونکہ دعا میں جسم کی پاکی، لباس کی پاکی، جگہ کی پاکی،
قبلہ کو منہ کرنا، قیام، استقراء علی الارض ضروری نہیں ہیں جبکہ نماز جنازہ میں یہ اور
ان کے سوا کئی اور باتیں فرض ہیں۔ اگر نماز جنازہ محض ایک دعا ہوتی تو دعا کی طرح
اس میں یہ باتیں فرض نہ ہوتیں۔ فرض کیجئے کہ کچھ لوگ پیشاب کر کے بغیر استنجا کے
جنازے کی نماز پڑھنے آئیں اور وہ وضو یا تیمم تک کچھ بھی نہ کریں۔ ان میں سے
کچھ قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے کھڑے ہو جائیں کچھ جنازے کی پٹی سے ٹیک لگا کر
سگریٹ پینے لگیں۔ کچھ ادھر ادھر لیٹ بیٹھ جائیں۔ کچھ گھوڑوں، سائیکلوں یا موٹر

سائیکلوں پر سوار ہو کر، یوں مختلف حالتوں میں ہوں اور مختلف جہتوں کی طرف ان کے منہ ہوں۔ پھر کوئی پشتوں میں اور کوئی انگریزی میں، کوئی اردو میں اور کوئی پنجابی میں دعا کر رہا ہو۔ کیا کوئی عاقل اسے نماز جنازہ کہہ سکتا ہے؟

خامسا" : قاضی علی بن جبار اللہ رحمۃ اللہ علیہ بے شک محترم بزرگ ہوئے ہیں۔ واقعی عالم دین تھے۔ لیکن کیا عالم دین سے غلطی نہیں ہوتی؟ ان سے غلطی کا صدور ممکن ہے کیونکہ وہ انبیائے کرام کی طرح معصوم نہیں ہوتے۔ ہمارے لئے حکم ہے کہ جس بات میں کسی عالم سے لغزش واقع ہو گئی اس میں اس کی پیروی نہ کریں۔ اس کا معاملہ اللہ رب العزت کے سپرد کر کے اکثر علمائے دین کے فیصلے پر عمل کریں۔ قاضی صاحب ممدوح نے جو یہ فیصلہ کیا ہے کہ:-

دعائے ست کہہ سکتے ہیں لہذا کوئی مضائقہ نہیں وہ دعائی تو کرتے ہیں لہذا کوئی مضائقہ نہیں

یہ جناب قاضی صاحب سے لغزش واقع ہوئی ہے اور ہمیں عالم کی لغزش سے بچنے کا حکم ہے نہ کہ اس کی پیروی کرنے کا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:-

اتقوا ازلتہ العالم وانتظروا لقاتہ۔
عالم کی لغزش سے بچو اور اس کے رجوع کرنے کے انتظار میں رہو۔

اسے امام مسلم کے استاد حسن بن علی الحلوانی، ابن عدی، بیہقی، عسکری نے امثال میں حضرت عمرو بن عوف مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ نیز امام منادی نے فیض القدر میں ذکر کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ عالم سے لغزش ہو جاتی ہے تو وہ اس سے رجوع کر لیتا ہے لیکن اس کی لغزش کی تشہیر دور دراز کے شہروں تک ہو جاتی ہے اور یوں وہ لغزش منقول رہ جاتی ہے۔

ساوسا" : خدارا انصاف کیجئے اور ذرا یوں فرض کر کے دیکھئے کہ جملہ کتب مذہب یعنی متون و شروح و فتاویٰ سب میں صاف لکھا ہوتا کہ غائبانہ نماز جنازہ جائز ہے اور جنازے کی نماز کئی بار پڑھنا بھی جائز ہے۔ پھر اس کے برعکس ایک قاضی ممدوح نہیں

بلکہ ان جیسے دو سو قاضی صاحبان بھی غائبانہ نماز جنازہ کو ناجائز بتاتے تو یہ حضرات کتنا شور مچاتے؟ اچھل اچھل پڑتے، آسمان سر پر اٹھا لیتے، چیخ پکار کرتے ہوئے کہتے کہ دیکھو یہ کتنا ستم ہے کہ مذہب کی تمام معتبر کتابیں تو اس فعل کو جائز بتا رہی ہیں اور یہ فلاں شخص مذہب کی تمام کتابوں کے خلاف گیارہویں صدی کے دو سو قاضیوں کے بیانات سے اسی فعل کو ناجائز ٹھہرا رہا ہے۔ بھلا ہم اس شخص کی بات مانیں یا مذہب حنفی کی کتابوں کو حق جانیں؟

کیوں جناب! یہ کیا انصاف ہے؟ کہاں کی دیانت داری ہے؟ سارے آئمہ مذہب اس بات پر متفق ہیں کہ غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں ہے۔ مذہب حنفی کی تمام کتابیں یعنی متون و شروح و فتاویٰ سب پکار پکار کر یہی کہہ رہی ہیں۔ مذہب مذہب کے سارے آئمہ و فقہاء کا اسی پر اتفاق و اجماع ہے کہ یہ جائز نہیں۔ ان سب بزرگوں کی تحقیقات جلیلہ کو گیارہویں صدی کے ایک عدد قاضی صاحب کی پوری ایک عدد عبارت سے منسوخ کیا جا رہا ہے، بھلا اس ظلم اور ناانصافی کی کوئی حد ہے؟ بات دراصل یہ ہے کہ ڈوبتا ہوا تنکے کا بھی سہارا لیتا ہے۔ ان حضرات کو کتب مذہب میں سے تو کچھ بھی نہیں ملتا لہذا جاہلوں کو بہکانے اور اپنی جعلی حنفیت کی دکان چکانے کی خاطر اس حکایت کو لے دوڑے۔ خیر منکرین حضرات بھاگتے ہوئے اتنا تو بتا جائیں کہ اس طرز عمل سے وہ حضرت امام ابو حنیفہ کے مقلد نکلے یا قاضی صاحب کے؟

مولوی دین میں کہہ بھاگ خدا لگتی کچھ
مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

سابعاً: غور تو فرمائیے کہ مدارج النبوة شریف نہ کوئی فقہ کی کتاب ہے نہ اس میں یہ حکایت بغرض استناد کہ شیخ محقق نے اس کو دلیل بنا کر پیش کیا ہو اور نہ اس کے مطابق خود مصنف کا عقیدہ و عمل۔ وہ بڑے پکے اور سچے حنفی ہیں اور خود انہوں نے اسی کتاب میں اس عبارت سے ذرا پہلے مذہب حنفی یوں بتایا ہے۔

مذہب امام ابو حنیفہ و مالک رحمہم اللہ انست کہ جائز نیست۔ امام ابو حنیفہ اور مالکی حضرات کا مذہب یہ ہے کہ جائز نہیں ہے۔

پھر اس پر دلیل بتا کر حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ نے مخالفین کے جواب دیئے ہیں نیز اس حکایت کے متصل ہی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جملہ اموات مسلمین کے لئے ہر روز نماز غائبانہ کی نیت سے وصیت نقل کر کے اس پر سکوت نہیں کیا حالانکہ کہاں قاضی علی بن ظہیر اور کہاں سرکار غوثیت ماب؟ یہ اس لئے کہ اس سے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوئی غلام عقیدت میں اسے حنیفوں کے لئے جائز خیال نہ کرے لہذا فوراً لکھ دیا۔

ایشان حنبلی اندر نزد امام احمد بن حنبل جائز است۔ حضور غوث اعظم حنبلی ہیں اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک یہ جائز ہے۔

اگر حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ کو مذکورہ حکایت کو دلیل بنانا مقصود ہوتا تو یہاں سے اس وہم کو کیوں دفع فرماتے بلکہ اس بات کو اس حکایت کی تائید میں ٹھہرا کر اپنے دعوے کو اور مضبوط بناتے لیکن یہاں تو معاملہ ہی الٹ ہے جیسا کہ کسی انصاف پسند سے مخفی نہیں۔ آگے یہی کہنا زیادہ مناسب ہے کہ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

تیسرے سوال کا جواب

اولاً : پوچھا ہے کہ شافعی مذہب والے کی اقتدا میں حنفی مذہب والے کو دوبارہ نماز جنازہ پڑھنا یا غائبانہ نماز جنازہ پڑھ لینا جائز ہے یا نہیں؟ — جان برادر! جب دوپہر کے آفتاب کی طرح یہ بات روشن ہو چکی کہ ہمارے مذہب میں جنازے کی نماز دوبارہ یا غائبانہ پڑھنا ناجائز ہے اور ناجائز کام کا کرنا گناہ ہے اور گناہ میں کسی کا اتباع نہیں ہے تو کسی شافعی مذہب والے کا امام ہو جانا اسے ہمارے لئے کس طرح جائز کر دے گا؟ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو ناجائز امور کے متعلق اپنے غلاموں کو یوں ہدایت فرمائی ہوئی ہے۔

لا طاعتہ لاحد فی معصیتہ اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی بھی اطاعت نہیں ہے۔

۱۔ سے بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی نے امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور احمد و حاکم نے اسے حضرت عمران بن حصین اور حضرت عمر بن حکم غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بسند صحیح روایت لیا ہے۔

ثانیاً : اطاعت امام کا یہاں حیلہ تلاش کرنا عجیب تماشا ہے۔ بھائیو! وہ تمہارا امام تو تب ہو گا جب تم اس کی اقتدا کرو گے لیکن اقتدا سے پہلے اس کی اطاعت تم پر کہاں سے لازم آگئی؟ جب تمہارے مذہب میں اس کام کا کرنا گناہ ہے تو گناہ کے کام میں کسی کی اقتدا کرتے ہی کیوں ہو؟ جس کام کا کرنا گناہ ہے وہ کسی کے پیچھے لگ کر کرنے سے جائز تو نہیں ہو جائے گا۔

ثالثاً : جائز یا فرض و واجب نمازوں میں حنفی اگر بحررائق وغیرہ فقہ حنفی کی کتابوں کے مطابق بیان کردہ شرائط کے تحت اہل سنت کے کسی دوسرے مذہب والے یعنی مالکی، شافعی یا حنبلی امام کے پیچھے نماز پڑھے (معلوم ہونا چاہئے کہ اہل سنت کو اہل سنت کے سوا کسی بد مذہب کے پیچھے نماز پڑھنا ہرگز جائز نہیں اور وہ نماز مطلقاً نہیں ہوگی۔ بد مذہبوں سے مراد اہل حدیث، دیوبندی، جماعت اسلامی والے، پرویزی، چکڑالوی، ناہبی اور روافض وغیرہ ہیں) تو اس کے متعلق ہمارے علمائے کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ جو امور ہمارے مذہب میں سرے سے ناجائز ہیں ان میں اس امام کی پیروی نہ کرے خواہ وہ اس کے مذہب میں جائز ہوں۔ مثلاً فرض کیجئے کہ امام شافعی المذہب ہے اور وہ فجر کی نماز میں قنوت پڑھے تو یہ نہ پڑھے اور اگر وہ نماز جنازہ میں پانچویں تکبیر کہے تو یہ نہ کہے۔ جیسا کہ عنایہ شرح ہدایہ میں ہے:-

انما يتبعه في المشروع دون غيره۔ بے شک امام کی پیروی تو جائز باتوں میں ہے ناجائز میں تو نہیں۔

تویر الابصار میں یوں تصریح فرمائی گئی ہے:-

باتی الماموم بقنوت الوتر لا الفجر بل بقف ساکنا۔ مقتدی وتر کی قنوت پر آئے تو فجر میں نہ پڑھے بلکہ خاموش کھڑا رہے۔

بحررائق میں اس کے متعلق یوں ہدایت فرمائی گئی ہے:-

لو كبر خمساً في الجنابة لا يتابعه في

اگر نماز جنازہ میں امام پانچویں تکبیر کے تو یہ پانچویں میں اس کی پیروی نہ کرے۔

الخامستہ۔

جب اقتدا کے بعد بھی یہ حکم ہے کہ تو جو باتیں حنفی مذہب میں جائز نہیں ہیں وہ دوسرے فقہی مذہب کا امام ہونے پر بھی ناجائز ہی رہیں گی اور ان باتوں میں امام کی پیروی نہیں کی جائے گی تو عائناہ نماز جنازہ جو سرے سے ناجائز اور نامشروع ہے وہ کسی شافعی وغیرہ امام کے پیچھے کس طرح جائز ہو جائے گی؟ یہ تو ہے مذہب مہذب حنفی کا فیصلہ۔ باقی اگر کوئی غیر مقلد ہی بننا چاہے تو آج کل آزادی بے راہ روی اور شتر بے مہار ہونے کی ہوائیں چل رہی ہیں۔

امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ الہادی الحاجب کے مندرجات کو اگر احقر کسی سلیقے سے عوام الناس کی خاطر آسان لفظوں میں بیان کر سکا ہو تو اسے اعلیٰ حضرت کا فیضان اور میرے ولی نعمت، مرشد برحق، سابق مفتی اعظم دہلی، شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۸۶ھ/۱۹۲۶ء) کی نگاہ لطف و کرم کا کرشمہ شمار کیا جائے اور جتنی غلطیاں نظر آئیں وہ میری کم علمی اور نااہلی کے باعث ہیں۔ اہل علم حضرات سے التماس ہے کہ غلطیوں سے مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں ان کی اصلاح کر دی جائے۔ خدائے ذوالمنن اپنے محبوب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے اس کاوش کو قبول فرمائے، اسے میرے لئے کفارہ سیئات، توشہ آخرت اور ذریعہ نجات بنائے اور میری کوتاہیوں سے درگزر فرمائے، آمین و بنا تقبل منا انک انت السميع العليم و تب علينا انک انت التواب الرحيم

○ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ حبیبہ سیدنا و مولانا محمد و علی الہ و صحبہ اجمعین۔

گدائے در اولیاء : اختر شاہ جہان پوری مظہری عفی عنہ

داتا کی نگری (لاہور)

۱۳ رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ

مطابق ۸ مارچ ۱۹۹۳ء

روز ایمان افروز و شنبہ مبارک

علامہ اختر شاہ جہان پوری مظہری صاحب
(کی مطبوعہ و غیر مطبوعہ تصانیف و تراجم کی فہرست)

۱۔ مطبوعہ تصانیف

نایاب	شائع کردہ: ادارہ سواد اعظم، لاہور ۱۹۶۳ء	۱۔ حقانیت اسلام
"	مرکزی مجلس امام اعظم، لاہور ۱۹۸۵ء	(دوبارہ)
"	مرکزی مجلس رضا، لاہور ۱۹۷۰ء	۲۔ اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام
۱۵ روپے	فرید بک سٹال، لاہور ۱۹۸۶ء	(دوبارہ مع اضافہ)
۱۰۰ روپے	"	۳۔ مشعل راہ
"	"	۴۔ مجددی عقائد و نظریات
۳۵ روپے	مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ لاہور ۱۹۷۸ء	۵۔ تجلیات امام ربانی
نایاب	مرکزی مجلس امام اعظم، لاہور ۱۹۸۵ء	۶۔ امام اعظم مجدد الف ثانی کی نظر میں
"	ادارہ نور اسلام، شرتپور شریف ۱۹۸۸ء	(دوبارہ)
"	مرکزی مجلس امام اعظم، لاہور ۱۹۸۸ء	۷۔ خصائص کنز الایمان
"	"	۸۔ سیرت امام احمد رضا
"	ادارہ غوثیہ رضویہ، مصری شاہ لاہور ۱۹۸۶ء	۹۔ اعلیٰ حضرت کی تاریخ گوئی
"	۱۹۸۷ء	۱۰۔ کلمہ حق
دعائے خیر	۱۹۹۳ء	(دوبارہ مع اضافے)
نایاب	۱۹۸۸ء	۱۱۔ فیضان امام ربانی
دعائے خیر	مرکزی مجلس امام اعظم، لاہور ۱۹۹۳ء	۱۲۔ مضامین کتاب الہی (۱۳۱۱ھ)
"	"	۱۳۔ حجت رضا (۱۳۱۲ھ)
"	"	۱۴۔ غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں
"	"	۱۵۔ تسہیل کنز الایمان
"	معارف نعمانیہ، لاہور	۱۶۔ عنایات موودوی

۲۔ مطبوعہ تراجم

۱۷۔	ترجمہ جواہر البحار، جلد اول شائع کردہ۔	مکتبہ حامدیہ، لاہور ۱۹۷۵ء
۱۸۔	ترجمہ الشفاء، جلد اول	مکتبہ نبویہ، لاہور ۱۹۷۹ء ۲۵ روپے
۱۹۔	ترجمہ در المعارف	نوری کتب خانہ، لاہور ۱۹۸۳ء
۲۰۔	بخاری شریف مترجم، جلد اول	فرید بک سٹال، لاہور ۱۹۸۲ء
۲۱۔	جلد دوم	" "
۲۲۔	جلد سوم	" "
۲۳۔	موطا امام مالک مترجم، جلد اول	۱۹۸۳ء
۲۴۔	جلد دوم	" ۲۵ روپے
۲۵۔	سنن ابن ماجہ مترجم، جلد اول	۱۹۸۳ء
۲۶۔	جلد دوم	" "
۲۷۔	سنن ابوداؤد (مترجم) جلد اول	۱۹۸۵ء
۲۸۔	جلد دوم	" "
۲۹۔	جلد سوم	" "
۳۰۔	مشکوٰۃ شریف، مترجم، جلد اول	" "
۳۱۔	جلد دوم	۱۹۸۶ء
۳۲۔	جلد سوم	" "

۳۔ غیر مطبوعہ تصانیف

اندازاً صفحات

۳۳۔	فاروق اعظم (۱۳۹۸ھ)	(حضرت فاروق اعظم کا تذکرہ)	۵۰۰	صفحے
۳۴۔	مہر درخشاں (۱۴۰۰ھ)	(حضرت مجدد الف ثانی کا تذکرہ)	۷۰۰	
۳۵۔	عظیم الشان (۱۴۰۲ھ)	(شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا تذکرہ)	۵۰۰	
۳۶۔	ثانی اشین ابو بکر (۱۴۰۳ھ)	(حضرت ابو بکر کا تذکرہ)	۶۰۰	

- ۶۰۰ (مسئلہ تکفیر و فریضین کے بیانات) ۳۷- کھلا خط
- ۹۰۰ (قرآنی معلومات کا تحقیقی کشکول) ۳۸- مظہر البیان
- ۸۰۰ (فقہ حنفی کے مطابق مسائل کا جدید ترین مجموعہ) ۳۹- مظہر شریعت
- (دیوبندی عقائد کے تضاد ان کی اپنی عبارتوں کے آئینے میں) ۴۰- دوسرا زلزلہ
- ۷۰۰ (جہاد کے پردے میں اسمعیلی فساد) ۴۱- دہلی سے بالاکوٹ تک براستہ لندن
- ۳۰۰ (سیدی و مرشدی حضرت مفتی اعظم دہلی کا تذکرہ) ۴۲- تجلیات مظہر اللہ
- ۶۰۰ (نفس مضمون ظاہر ہے) ۴۳- تقویۃ الایمان کا تحقیقی جائزہ
- ۷۰۰ (") ۴۴- مودودیت کا علمی جائزہ
- ۳۰۰ (") ۴۵- صحابہ کرام مودودی صاحب کی نظر میں
- " (۱۵۰) ۴۶- مسلمانوں کی اصلی جماعت
- ۲۰۰ (") ۴۷- ایک طائرانہ نظر قرآن مجید کے اردو ترجموں پر
- ۲۰۰ (") ۴۸- ایک طائرانہ نظر کتب احادیث کے اردو ترجموں پر
- ۲۰۰ (") ۴۹- قرآنی عقائد و نظریات
- ۲۰۰ (") ۵۰- قرآن مجید کا ضابطہ عبادات
- ۳۰۰ (") ۵۱- قرآن مجید کا ضابطہ اخلاقیات
- ۳۰۰ (") ۵۲- قرآن مجید کا ضابطہ معاملات
- ۲۰۰ (") ۵۳- قرآن مجید کا ضابطہ تکفیر
- ۲۰۰ (") ۵۴- دو قومی نظریہ کیا ہے
- ۱۵۰ (") ۵۵- صحابہ کرام حضرت مجدد الف ثانی کی نظر میں
- ۲۵۰ (") ۵۶- معجزات کا توحید و شرک سے تعلق
- ۲۵۰ (") ۵۷- بشریت انبیائے کرام
- ۲۰۰ (") ۵۸- امام احمد کا معتدل مسلک
- ۲۰۰ (") ۵۹- امام احمد رضا اور مسئلہ بدعت
- ۲۵۰ (") ۶۰- امام احمد رضا اور شرک فروش ٹولہ

- ۶۱- امام احمد رضا کس کے ایجنٹ تھے؟ (") ۲۰۰
- ۶۲- چودھویں صدی کا مجدد (") ۲۰۰
- ۶۳- شان احمد رضا (") ۲۵۰
- ۶۴- پروانہ شمع رسالت (") ۲۰۰
- ۶۵- کیا تعظیم رسول شرک ہے؟ (") ۱۵۰
- ۶۶- موجودہ عیسائی اور بائبل (") ۳۰۰
- ۶۷- بلبل باغ رسول (امام احمد رضا کا امام نعت گو یاں ہونا) ۲۵۰
- ۶۸- خرمین اسلام میں بولسی کی چنگاریاں (بعض گمراہ گروں کی نشاندہی) ۴۰۰
- ۶۹- تقدس کے غبارے خوابوں کے سہارے (بعض لوگوں کے گھڑے ہوئے خواب) ۲۰۰
- ۷۰- اسلام میں یہودیت کا پیوند (نفس مضمون ظاہر ہے) ۵۰۰
- ۷۱- نظریاتی تضاد کا ایک منظر (") ۱۵۰
- ۷۲- خوش فہمیوں کے ہوائی قلعے (") ۲۰۰
- ۷۳- پھولوں کے ساتھ کانٹے (") ۳۰۰
- ۷۴- براہ بخشش (۱۳۱۰ھ) (پانچ بزرگوں کا اردو نعتیہ کلام) ۳۵۰
- ۷۵- چراغ راہ (۱۳۱۰ھ) (فیضان امام ربانی مکمل صورت میں) ۵۰۰
- ۷۶- مسعودی و مظہری زبان (۱۳۱۱ھ) (قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کے حالات) ۱۰۰
- ۷۷- شمع رضا (۱۳۱۱ھ) (الامن والعلیٰ کی شرح) ۶۰۰
- ۷۸- فیصلہ مناظرہ (۱۳۱۱ھ) (فیصلہ کن مناظرہ کا قلم توڑ تاریخی جواب) ۵۰۰
- ۷۹- اظہارِ قدر (بعض حقائق کا اظہار) ۲۵۰
- ۸۰- عرض راقم (۱۳۱۱ھ) (موجودہ بزرگوں سے چند سوالات) ۱۰۰
- ۸۱- وردِ اختر (۱۳۱۱ھ) (ادعائیں اور وظیفے) ۲۰۰
- ۸۲- اب الٹی گنگا بہتی ہے (بعض ستم ظریفیوں کی نشاندہی) ۲۰۰
- ۸۳- کاشفِ غیب (۱۳۱۳ھ) (کلمہ حق مکمل صورت میں) ۵۰۰
- ۸۴- ولی اللہی مکتبہ فکر (نفس مضمون ظاہر ہے) ۲۰۰

۵۰۰	(نفس مضمون ظاہر ہے)	۸۵۔ شان مصطفیٰ بزبان مصطفیٰ
۱۵۰	(")	۸۶۔ یزید پلید اکابر کی نظر میں
۸۰۰	(")	۸۷۔ ایمان فروشوں کی داستان
۴۰۰	(")	۸۸۔ گاندھی پرستوں کی داستان

۴۔ غیر مطبوعہ تراجم

	جلد اول	۸۹۔ مسلم شریف مترجم
	جلد دوم	۹۰۔ " "
	جلد سوم	۹۱۔ " "
	جلد اول	۹۲۔ طحاوی شریف مترجم
	جلد دوم	۹۳۔ " "
	جلد سوم	۹۴۔ " "
	جلد چہارم	۹۵۔ " "
		۹۶۔ موطا امام محمد مترجم
	(شان مصطفیٰ بیان کرنے والی احادیث)	۹۷۔ بازار بخشش
	(بعض احادیث مع شرح)	۹۸۔ تجلیات احادیث
	(ارشادات سرکار غوث اعظم)	۹۹۔ فتوح الغیب مترجم
	(")	۱۰۰۔ الفتح الربانی مترجم
	(مصنفہ امام تقی الدین سبکی)	۱۰۱۔ شفاء السقام مترجم
	(مصنفہ امام جلال الدین سیوطی)	۱۰۲۔ مسالک الخفاء مترجم
	(")	۱۰۳۔ تبیض الضعیف مترجم
	(مصنفہ حضرت مجدد الف ثانی)	۱۰۴۔ رسالہ تہلیلہ مترجم
	(")	۱۰۵۔ اثبات النبوة مترجم
	(")	۱۰۶۔ مبداء و معاد مترجم

- ۱۰۷- معارف لدنیہ مترجم (مصنف حضرت مجدد الف ثانی)
- ۱۰۸- کوائف مذہب شیعہ مترجم (")
- ۱۰۹- مکاشفات غیبیہ مترجم (")
- ۱۱۰- شرح رباعیات مہموم (")
- ۱۱۰- الاصول الاربعہ مترجم (مصنفہ انا حسن جان سرہندی)
- ۱۱۲- الاغتباه فی سلاسل اولیاء اللہ مترجم (مصنفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)
- ۱۱۳- سرائد تین مترجم (مصنفہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی)
- ۱۱۴- فضیلت مدینہ منورہ (شواہد الحق کی ایک فصل کا ترجمہ)
- ۱۱۵- احادیث شفاعت (")
- ۱۱۶- بارگاہ رسالت میں استغاثے (")

۵- زیر ترتیب کتابیں

- ۱۱۷- مسلک امام احمد رضا (نفس مضمون ظاہر ہے)
- ۱۱۸- قادیانی دجال و کذاب (")
- ۱۱۹- اعمال و اشغال سلاسل (")
- ۱۲۰- انگوٹھے چومنا (")
- ۱۲۱- بیان قدرت و اختیار (ذاتی اور عطائی اختیارات کی تحقیق)
- ۱۲۲- نظر انور (۱۳۰۷ھ) (قرآن و حدیث کی روشنی میں نگاہ مصطفیٰ کا بیان)
- ۱۲۳- ہمارا نبی (شان مصطفیٰ پر ایمان افروز کتاب)

نوٹ: ہر جلد چونکہ بڑے سائز کے کئی سو صفحات پر مشتمل ہے لہذا احقر نے ان میں سے ہر ایک کو علیحدہ نمبر کے تحت شمار کیا ہے کیونکہ جب آٹھ دس صفحات کے کتابچے بھی مستقل تصانیف شمار ہو جاتے ہیں تو اتنی ضخیم جلدوں کو علیحدہ علیحدہ شمار کر لینے میں کیا مضائقہ ہے؟ اگر کسی صاحب کو اس بات سے تکلیف ہوتی ہے تو وہ ۱۲۳ میں سے ۱۳ تفریق کر کے کل ۱۱۰ شمار فرمائیں، والسلام

۲ شعبان المعظم ۱۴۱۳ھ

مطابق ۷ مارچ ۱۹۹۳ء

مرتبہ :- غلام مصطفیٰ خاں مسعودی عفی عنہ
داتا کی نگری (لاہور)

لاکھوں سلام

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
فتحِ بابِ نبوت پہ بے حد درود
ختمِ زورِ رسالت پہ لاکھوں سلام
جس کے ماتھے شفاعت کا سہارا رہا
اُس جبینِ رسالت پہ لاکھوں سلام
جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا
اُس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام
کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
اُس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام
جس شہانی گھڑی چمکا طیب کا چاند
اُس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام
ایک میرا ہی رحمت پہ دعویٰ نہیں
شاہ کی ساری اُمت پہ لاکھوں سلام
مجھ سے خدمت کہ قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

شاہ احمد رضا خان

لاکھوں سلام

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
فتحِ بابِ نبوت پہ بے حد درود
ختمِ زورِ رسالت پہ لاکھوں سلام
جس کے ماتھے شفاعت کا سہارا رہا
اُس جبینِ رسالت پہ لاکھوں سلام
جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا
اُس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام
کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
اُس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام
جس شہانی گھڑی چمکا طیب کا چاند
اُس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام
ایک میرا ہی رحمت پہ دعویٰ نہیں
شاہ کی ساری اُمت پہ لاکھوں سلام
مجھ سے خدمت کہ قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

شاہ احمد رضا خان